اسوۂ صحابیات

جس میں

خاص طور پر عورتوں اور لڑکیوں کے درس، ہدایت اور مطالعہ کیلئے ازواج مطہرات بنات طیبات اور اکابر صحابیات کی زندگی کے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی واقعات اور مذہبی، اخلاقی اور علمی خدمات کی تفصیل مستند حوالوں سے کی گئی ہے۔

از
مولانا عبدالسلام ندوی

باہتمام محمد ادریس دارقی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین،

عورتوں کی تعلیم و تربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسیکو اختلاف نہین ہے، گفتگو جو کچھ ہے یہ ہے کہ موجودہ دور کی تعلیم و تربیت سے متمتع ہو کر ایک مسلمان عورت مذہب، اخلاق، اور معاشرت کے قدیم اصول کو قائم رکھ سکے گی یا نہین؟ یا دوسرے الفاظ مین قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کر سکے گی یا نہین؟ جن لوگون کو مسئلہ تعلیم نسوان سے اختلاف ہے وہ اسی شبہہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہین، اور موجودہ دور کے تعلیم یافتہ مردون نے جو مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی نمونے قایم کیے ہین، ان سے بھی اس شبہہ کی تائید ہوتی ہے، اور غیر قومون کی تعلیم یافتہ عورتون نے بھی ہماری خواتین کیلیے کوئی عمدہ نمونہ نہین قائم کیا ہے، لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے، اور آج جبکہ زمانہ بدل رہا ہے، یورپین تمدن، اور یورپین طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کر رہے ہین اگر ہماری عورتون کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے تو انکی فطرتی لچک ان سے اور بھی

زیادہ متاثر ہوسکے گی، اور وہ موجودہ دور کے موثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائین گی،

اسلام کے ہر دور مین اگرچہ عورتون نے مختلف حیثیتون سے امتیاز حاصل کیا ہی لیکن ازواج مطہرات بنات طیبات اور اکابر صحابیات ان تمام حیثیات کی جامع ہین، اور ہماری عورتون کیلیے انھین کے مذہبی، اخلاقی معاشرتی اور علمی کارنامے اسوہ حسنہ بن سکتے ہین، اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے انکو محفوظ رکھ سکتے ہین،

مین نے "اسوہ صحابہؓ" کی دونون جلدون مین عہد صحابہ کے جو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی واقعات جمع کیے ہین، اُن مین اگرچہ صحابیات کے یہ تمام کارنامے بھی نمایان طور پر نظر آتے ہین لیکن انکی اہمیت، انکی عظمت، اور انکی اسلامی خدمت کے لحاظ سے مین نے اُن واقعات کو جو اس کتاب کی دونون جلدون مین متفرق طور پر موجود تھے متعدد واقعات کے اضافے کے ساتھ اس مختصر سے رسالے مین الگ جمع کر دیا ہے، جس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہو گا کہ صحابیات کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی زندگی ایک مستقل حیثیت اختیار کرلے گی، دوسری طرف ہماری عورتون اور لڑکیون کے درس، ہدایت، اور مطالعہ کے لیے مستند اور موثر واقعات کا ایک مجموعہ مرتب ہو جائیگا، جن پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائین گی، اور انکی تعلیم و تربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کیے جارہے ہین، انکی عملی تردید کر سکین گی، وما توفیقی الا باللہ

عبدالسلام ندوی،
شبلی منزل اعظم گڈھ
۱۳- دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء

قبول اسلام

لطافت طبع، رقت قلب، اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہین، اور انہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و موعظت، تعلیم و تربیت، اور ارشاد و ہدایت کو قبول کرسکتا ہے، پھولون کی پنکھڑیان نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہین لیکن تناور درختون کو باد صرصر کے جھونکے بھی نہین ہلا سکتے، شعاع نگاہ آئینہ کے اندر سے گذر جاتی ہے لیکن پتھرون پر فولادی تیر بھی نہین اثر کرتے، بعینہ یہی حال انسان کا بھی ہے، لطیف الطبع اور رقیق القلب دمی ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں لیکن سنگدل اور غلیظ القلب لوگون پر بڑے سے بڑے معجزے بھی اثر نہین کرتے، اس فرق مراتب کی جزئی مثالین ہر جگہ مل سکتی ہین، لیکن اشاعت اسلام کی تاریخ تمامتر اسی قسم کی مثالون سے لبریز ہے، کفار مین ہم کو بہت سے اشقیاء کا نام معلوم ہے جنھون نے ہزارون کوششون کے بعد بھی خدائے ذوالجلال کے آگے سر نہین جھکایا، لیکن صحابہ کرام مین سیکڑون بزرگ ہین جو توحید کی آواز کے سنتے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقے مین داخل ہو گئے، صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی اس فضیلت مین شریک ہین، اور نہ صرف شریک ہین بلکہ اُن سے اسبق و اقدم ہین، چنانچہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے بغیر کسی قسم کی کد و کاوش اور جبر و اکراہ کے اسلام قبول کیا، اور اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے خدا کے آگے سر جھکایا، تاریخ ابن خمیس[1] مین حضرت رافع سے مروی ہے،

---

[1] صفحہ ۲۰۶

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت یوم	رسول اللہ صلعم نے فرمایا مین دوشنبہ کے دن مبعوث
الاثنین وصلت خدیجۃ آخر یوم الاثنین	ہوا اور خدیجہ نے اس دن کے آخری حصہ مین نماز
وصلی علی یوم الثلاثاء من الغد ثم زید	پڑھی اور علی نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی اسکے
بن حارثۃ ثم ابوبکر،	بعد زید بن حارثہ اور ابوبکر شریک نماز ہوئے

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب رسالت سے پہلے دن جو شعاع افق عالم پر چمکی وہ ایک ترمیق القلب مقدس خاتون کے سینہ پر نور سے چھن کے نکلی،

اعلان اسلام ابتداے اسلام مین اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہار اسلام کے لیے ہمت شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی، لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک، او رجور وستم کے صحابہ کے ساتھ صحابیات نے بھی نہایت جرات و بیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا، چنانچہ ابتدا مین مکہ جن سات بزرگون کے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا اُن مین چھ آدمی یعنی خود رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکرؓ حضرت بلالؓ حضرت خبابؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ، مرد تھے، اور ساتوین ایک غریب صحابیہ یعنی حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ تھین [1]

صحابیات نے اپنی نیک طینتی سے صرف آسانی کے ساتھ اسلام ہی کو قبول نہین کیا بلکہ انھون نے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی کی چنانچہ صحیح بخاری کتاب التیمم مین ہے کہ صحابہ کرام نے ایک سفر مین ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین پیش کیا، اسکے پاس پانی کے مشکیزے تھے اور صحابہ نے پانی ہی کی ضرورت سے اُسکو پکڑا تھا، لیکن رسول اللہ

[1] تاریخ خمیس صفحہ ۲۸۷

صلعم نے اس کا پانی دیا تو اسکی قیمت ادا فرمائی، اسکو آپ کی اس دیانت سے اُسی وقت آپ کی نبوت کا یقین آگیا، اور اسکے اثر سے اُسکا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا

تحمل شدائد۔ صحابۂ کرام کے ساتھ صحابیات نے بھی اسلام کے لیے ہر قسم کی تکلیفین برداشت کین اور اُنکے ایمان مین ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہین ہوا،

حضرت سمیہؓ نے اسلام قبول کیا تو اُن کو کفار نے طرح طرح کی اذیتین دینا شروع کین، سب سے سخت اذیت یہ تھی کہ اُنکو مکہ کی تپتی ریت مین لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین کھڑا کر دیتے تھے لیکن باایمہمہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہتی تھین[1] ایک دن کفار نے حسب معمول اُن کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین زمین پر بٹھا دیا تھا، اُسی حالت مین رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا تو فرمایا "صبر کرو تمھارا ٹھکانا جنت مین ہے" لیکن کفار کو اس پر بھی تسکین نہین ہوئی، اور ابو جہل نے اُنکی ران مین برچھی مارکر اُن کو شہید کر دیا، چنانچہ اسلام مین سب سے پہلے شرف شہادت اُنہی کو نصیب ہوا[2] اور صحابیات کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا، اور سب سے پہلے ایک صحابیہ نے شرف شہادت حاصل کیا،

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائین اور حضرت عمرؓ کو اسکا حال معلوم ہوا تو اسقدر مارا کہ بدن لہولہان ہوگیا لیکن اُنھون نے صاف صاف کہدیا کہ جو کچھ کرنا ہو کرو مین تو اسلام لا چکی[3] لبینہ کو بھی حضرت عمرؓ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ "مین نے رحم کی بنا پر نہین بلکہ تمکو اسوجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہون" اسی طرح وہ زنیرہ کو بھی جو اُنکے

---

[1] اول صفحہ ۱۳۱ جلد ۸ [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سمیہؓ [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عمرؓ

گھرانے کی کنیز تھیں نہایت اذیت دیتے تھے

قطع علائق، صحابہ کرام اسلام لائے تو اُنکے تمام رشتے ناتے منقطع ہوگئے لیکن اس سے اُنکی قوت ایمان میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا، صحابیات کی حالت اس معاملے میں صحابہ کرام سے بھی زیادہ نازک تھی، انسان اگرچہ اپنے تمام اعزہ واقارب کی اعانت کا محتاج ہوتا ہے، لیکن عورت کی زندگی کا تمامتر دارمدار شوہر کی اعانت وامداد پر ہوتا ہے، اور وہ کسی حالت میں بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی، باپ بیٹے سے، بیٹا باپ سے قطع تعلق کرکے زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن عورت شوہر سے جدا ہو کر بالکل بیکس وبیچارہ ہو جاتی ہے لیکن باینہمہ صحابیات نے اسلام کے لیے اس نازک رشتے کو بھی منقطع کیا، اور اپنے کافر شوہروں سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہوگئیں، چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی

ولا تمسکوا بعصم الکوافر — کافرہ عورتوں سے تعلق نہ رکھو۔

تو جس طرح صحابہ کرام نے اپنی کافرہ عورتوں کو طلاق دیدی، اُسی طرح بہت سی صحابیات بھی اپنے کافر شوہروں کو چھوڑ کر ہجرت کر آئیں اور اُن میں سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں،

ما نعلم ان احدا من المھاجرات ارتدت بعد ایمانھا[1] — ہمکو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہیں جو ایمان لاکر پھر مرتد ہوئی ہو

---

[1] بخاری کتاب الشروط ذکر صلح حدیبیہ۔

عقائد

توحید

کفار نے صحابیات کو طرح طرح کی اذیتین دین، لیکن انکی زبان سے کلمۂ توحید کے سوا کلمۂ شرک نہین نکلا، حضرت ام شریکؓ ایمان لائین تو انکے اعزہ و اقارب نے انکو دھوپ مین لے جاکر کھڑا کردیا، اس حالت مین جب کہ وہ دھوپ مین جل رہی تھین، روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے تھے، اور پانی نہین پلاتے تھے، جب اس مصیبت مین تین دن گذر گئے تو ظالمون نے کہا کہ "جس مذہب پر تم ہو اب اسکو چھوڑ دو" وہ اس قدر بدحواس ہوگئی تھین کہ ان جملون کا مطلب نہ سمجھ سکین، اب ان لوگون نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا تو سمجھین کہ توحید الٰہی کا انکار مقصود ہے، بولین خدا کی قسم مین تو اب تک اس عقیدہ پر قائم ہون[1]

شرک سے علیحدگی

عورتین قدیم رسم و رواج اور قدیم عقائد کی نہایت پابند ہوتی ہین، اور عرب مین مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب مین راسخ ہوگئے تھے، لیکن صحابیات نے اسلام لانے کے ساتھ ہی شدت کے ساتھ ان عقائد کا انکار کیا، عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتون کی برائی بیان کرتے ہین وہ مختلف امراض مین مبتلا ہوجاتے ہین، اسلئے حضرت زنیرہؓ اسلام لانے کے بعد اندھی ہوگئین تو کفار نے کہنا شروع کیا کہ "انکو لات و عزیٰ نے اندھا کردیا" لیکن انھون نے صاف صاف کہدیا کہ لات و عزیٰ کو اپنے پوجنے والون کی کیا خبر یہ خدا کی طرف سے ہے"[2]

جاہلیت کے زمانے مین بچون کے بچھونون کے نیچے استرا رکھدیتے تھے اور سمجھتے

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام شریکؓ [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت زنیرہؓ

تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہیں حضرت عائشہ رضہ نے ایک بار کسی بچے کے سرہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا اور کہا "رسول اللہ صلعم ٹوٹکے کو سخت ناپسند فرماتے تھے[1]

عرب میں شرک کا اصلی مظہر بت تھے جو گھر گھر میں نصب تھے، لیکن صحابیات نے ہر موقع پر اُن سے بیزاری ظاہر کی چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہ جب ایمان لائیں تو گھر میں جو بت نصب تھا اُسکو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا کہ "ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے"[2]

حضرت ابو طلحہ رضہ نے جب حضرت ام سلیم رضہ سے نکاح کی خواہش کی تو انھون نے کہا "ابو طلحہ کیا تمکو یہ خبر نہین کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت ہے (یعنی لکڑی کا بت ہے) جو زمین سے اوگا ہے، اُسکو فلان حبشی نے گڑھ کر تیار کیا ہے" بولے "ہمیں معلوم ہے" بولین "تو کیا تمھین اُسکی عبادت سے شرم نہین آتی" چنانچہ جب تک اُنھون نے بت پرستی سے توبہ کرکے کلمۂ توحید نہین پڑھا، اُنھون نے ان سے نکاح کرنا پسند نہین کیا[3]

رسول اللہ صلعم کی نبوت پر ایمان | رسول اللہ صلعم کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے لوح دل پر کالنقش فی الحجر تھا بلکہ اُنکی چھوٹی چھوٹی لڑکیون کے دل مین بھی یہ عقیدہ نہایت شدت سے راسخ ہو گیا تھا، ایک بار آپ نے ایک لڑکی کو یہ دعا دیدی کہ "تیرا سن زیادہ نہ ہو" اس نے شدت اعتقاد کی بنا پر اسکا یقین کرلیا اور حضرت

---

[1] ادب المفرد باب الطیرہ من الجن [2] طبقات ابن سعد تذکرہ ہند بنت عتبہ رضہ [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم رضہ

ام سلیمؓ کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا کہ وہ آپ نے مجھکو یہ بددعا دی ہے اب میرا سن نہ بڑھیگا
... ام سلیمؓ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا کہ آپ نے میری یتیمہ کو یہ بددعا دیدی آپ
ہنس پڑے اور فرمایا "مین بھی آدمی ہون اور آدمیون کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہون
پس جسکو مین ایسی بددعا دون جسکا وہ مستحق نہین ہے تو یہ اسکے لیے پاکی تزکیہ اور نیکی ہوگی[1]

عبادات

ابواب الصّلاۃ

پابندی جماعت | اگرچہ عورتون پر جماعت کی پابندی فرض نہین ہے، اور اس بنا پر بعض غیور صحابہ جماعت مین اپنی عورتون کی شرکت کو پسند بھی نہین کرتے تھے تاہم بعض صحابیات پر اسکا کچھ اثر نہین پڑتا تھا، اور وہ مناسب اوقات مین نماز باجماعت ادا فرماتی تھین حضرت عمرؓ کی بی بی برابر عشاء اور فجر کی نماز مین شریک جماعت ہوتی تھین، ایک بار ان سے لوگون نے کہا کہ "تمھین معلوم ہے کہ عمرؓ اسکو پسند نہین کرتے پھر کیون ایسا کرتی ہو بولین تو پھر روک کیون نہین دیتے"[2]

نماز جمعہ | عورتون پر اگرچہ جمعہ فرض نہین ہے تاہم صحابیات اس دن کی بہت عزت کرتی تھین، اور اسکی برکتون مین عمدہ طریقون سے شریک ہوتی تھین، ایک صحابیہ تھین جو اپنے کھیتون مین چقندر بو دیا کرتی تھین، جب جمعہ کا دن آتا تھا تو اسکو پکا کر نماز جمعہ کے بعد

[1] مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب من لعنہ النبی صلعم وسبہ ودعا علیہ [2] بخاری باب
ھل علی من لا یشھد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرھم

تمام صحابہ کو کھلاتی تھیں[1]

نماز اشراق | نماز اشراق اگرچہ رسول اللہ صلعم نے جیسا کہ حضرت ام ہانیؓ سے مروی ہے تمام عمر مین صرف ایک بار پڑھی تھی لیکن بعض صحابیات نے اسکا التزام کرلیا تھا چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ "مینے اگرچہ رسول اللہ صلعم کو کبھی نماز اشراق پڑھتے ہوئے نہین دیکھا لیکن مین خود پڑھتی ہون کیونکہ آپ بہت سی چیزون کو پسند فرماتے تھے لیکن ان پر اس لیے عمل نہین کرتے تھے کہ امت پر فرض نہ ہو جائین"[2]

تہجد و نماز شبانہ | صحابہ کرام تہجد پڑھتے تھے تو اُس مین صحابیات بھی شریک ہوتی تھین، چنانچہ حضرت عمرؓ رات کو تہجد کے لیے اپنے اہل وعیال کو جگاتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے وامر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا لا نسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوی[3]

حضرت ابوہریرہؓ نے رات کے تین حصے کر دیے تھے ایک مین خود دوسرے مین انکی بی بی اور تیسرے مین انکا خادم تہجد پڑھتا تھا اور ایک دوسرے کو جگاتا تھا[4]

ابواب الزکوۃ والصدقات

زیور عورتون کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہین لیکن صحابیات کو خدا کی مرضی اُن سے بھی زیادہ عزیز تھی ایک بار رسول اللہ صلعم کی خدمت مین ایک صحابیہ اپنی لڑکی کو لیکر حاضر ہوئین، لڑکی کے ہاتھ مین سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے

---

[1] بخاری کتاب الجمعہ باب فی قول اللہ عز وجل فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ [2] مسلم کتاب الصلوۃ باب استحباب صلوۃ الضحی [3] موطا کتاب الصلوۃ باب فی صلوۃ اللیل [4] بخاری کتاب الاطعمہ باب الحشف

آپ نے اُنکو دیکھکر فرمایا "کیا تم اُسکی زکوٰة دیتی ہو؟ بولیں "نہیں" فرمایا "کیا تمھیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا قیامت کے دن اسکے بدلے اُسکے ہاتھ مین آگ کے کنگن پہنائے؟" اُنھون نے یہ سُنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈالدئے کہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے ہین"[1]

ایک بار رسول اللہ صلعم نے خطبہ عید مین صدقہ وخیرات کی ترغیب دی صحابیات کا مجمع تھا، حضرت بلال رضہ دامن پھیلائے ہوئے تھے اور صحابیات اپنے کان کی بالیان گلے کے ہار اور انگلیون کے چھلے تک پھینکتی جاتی تھین[2] حضرت اسماءؓ کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی اُنھون نے اُسکو فروخت کیا اور روپیہ گود مین لیکر بیٹھین، اُسی حالت مین اُنکے شوہر حضرت زبیرؓ آئے اور کہا کہ "روپیہ مجھے دیدو" بولین "مین نے تو اُسکو صدقہ کردیا"[3]

اعزہ واقارب پر صدقہ کرنا

ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی حضرت زینبؓ نے اُنسے کہا کہ "تم نادار آدمی ہو، رسول اللہ صلعم کے پاس جاؤ اگر آپ اجازت دین تو مین جو صدقہ کرنا چاہتی ہون تمھین کو دون" لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ "تمھین جاؤ" وہ آئین تو آستان مبارک پر اسی غرض سے ایک دوسری صحابیہ بھی موجود تھین، دونون نے حضرت بلالؓ کے ذریعہ سے پوچھوایا کہ "دو عورتین اپنے شوہرون اور چند یتیمون پر جو اُنکی کفالت مین ہین صدقہ کرنا چاہتی ہین" کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اُنکو "دو دو ثواب ملین گے، ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کا"،

---

[1] ابوداود کتاب الزکوٰة باب الکنز ما ہو وزکوٰة الحلی [2] ابوداود کتاب الصلوٰة باب الخطبة باب الصلوٰة بعد صلوٰة العید [3] مسلم کتاب الاداب باب جواز ارداف المراة الاجنبیه۔

ایک بار حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کہ "یا رسول اللہ اگر مین ابو سلمہ کے لڑکون پر صدقہ کرون تو مجھکو ثواب ملے گا، مین اُنکو چھوڑ نہین سکتی کیونکہ وہ میرے لڑکے ہین" آپ نے فرمایا "ہان تمھین ثواب ملے گا۔"

صلح حدیبیہ کے بعد حضرت اسمٰاؓ کی ماں مدینہ مین آئین وہ اگرچہ کافرہ تھین لیکن اُنھون نے اُنکے ساتھ سلوک کرنا چاہا تاہم چونکہ مشرکہ تھین، آپ سے دریافت فرمایا اور آپ نے اجازت دیدی[۲]

ایک صحابیہ نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقۃً دی تھی، ماں کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلعم سے اُسکی نسبت دریافت کیا آپنے فرمایا "صدقے کا ثواب تمھین مل چکا اور اب وہ لونڈی تمھاری وراثت مین داخل ہو گئی"[۳]

محتاج کی سب حاجت امداد | صحابیات موت وحیات دونون حالتون مین اہل حاجت کی اعانت وامداد فرماتی تھین، غزوہ احد مین حضرت صفیہؓ آئین، اور اپنے بھائی حضرت حمزہ سید الشہدا کے کفن کے لیے دو کپڑے لائین لیکن اُنکی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اسی طرح برہنہ نظر آئی، دل مین شرمائین کہ حمزہؓ دو کپڑون مین کفنائے جائین، اور انصاری کے لیے ایک کپڑا بھی نہ ہو، ناپا تو ایک کا قد بڑا نکلا، مجبوراً کپڑے پر قرعہ ڈالا گیا اور جو کپڑا جسکے حصے مین پڑا وہ اُس مین کفنایا گیا[۴]

---

[۱] مسلم کتاب الزکوۃ باب فضل النفقۃ علی الاقربین والزوج والاولاد والوالدین ولو کانوا مشرکین [۲] [۳] ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب من تصدق بصدقۃ ثم ورثہا [۴] مسند ابن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۶۵

ابواب الصوم

صائم الدہر رہنا آج ہماری عورتین صوم مفروضہ مین بھی لیت ولعل کرتی ہین لیکن بعض صحابیات صائم الدہر رہتی تھین یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھین، حضرت ابوامامہؓ نے رسول اللہ صلعم سے باربار دعائے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی اخیر مین عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمایئے، کہ خدا مجھے اُس سے نفع دے آپ نے روزے کا حکم دیا، اور انھون نے متصل روزہ رکھنے کا التزام کرلیا، اُنکے ساتھ اُنکے خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح مین شرکت کی اور روزہ اُنکے گھر کی امتیازی علامت ہوگئی اگر کسی دن اُنکے گھر مین دھوان اُٹھتا تو لوگ سمجھتے آج اُنکے گھر مین کوئی مہمان آیا ہے ورنہ اس گھر مین دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا[1]

نفل کے روزے رکھنا بعض صحابیہ نفل کے روزے رکھتی تھین جس سے اُنکے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی، اُنھون نے روکا تو اُنکو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ صلعم کی خدمت مین جاکر شکایت کی لیکن آپ نے حکم دیا کہ کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہین رکھ سکتی[2]

مُردون کی جانب سے روزہ رکھنا صحابیات نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مُردون کی جانب سے بھی روزے رکھتی تھین ایک صحابیہ نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ میری مان کا انتقال ہوگیا ہے اور اوس پر روزے فرض تھے کیا مین اُنکو پورا کر دون؟ آپ نے اُنکو اجازت دیدی[3]

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۵۵ [2] ابوداود کتاب الصیام باب المراۃ تصوم بغیر اذن زوجہا [3] بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم

اعتکاف | صحابیات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ صلعم نے اعتکاف کے لیے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا تو حضرت عائشہؓ نے اپنا خیمہ الگ نصب کروایا، انکی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہرات نے خیمے نصب کرائے[1]

ابواب الحج

حج | فرائض اسلام مین اگرچہ حج صرف ایک بار فرض ہے لیکن صحابیات کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہوسکتی تھی، اسلئے تقریباً ہر سال فریضہ حج ادا کرتی تھین، ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلعم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا، بہترین جہاد حج مبرور ہے۔ اسکے بعد سے انکا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا[2]

صحابیات جس ذوق وشوق سے حج ادا کرتی تھین، اُسکا موثر منظر حجۃ الوداع مین دنیا کو نظر آیا رسول اللہ صلعم نے اعلان حج کیا تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ اگرچہ حاملہ تھین لیکن وہ بھی روانہ ہوئین،

بہت سے صحابہ حجۃ الوداع کی شرکت کے لیے جا رہے تھے، راستے مین رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہوئی، تو ایک صحابیہ جھپٹ کے آپ کے پاس آئین، اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کیا اس کا حج بھی ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہان تمھین اسکا ثواب ملے گا[3]

صحابیات فریضہ حج کے ادا کرنے مین طرح طرح کا التزام الایلتزم کرتی تھین، ایک

---

[1] ابوداود کتاب الصیام باب فی الاعتکاف [2] بخاری کتاب الحج باب حج النساء [3] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی الصبی یحج۔

صحابیہ نے خانۂ کعبہ تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی، رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا تو آپ نے
فرمایا، "پاپیادہ بھی چلو اور سوار بھی ہو لو"[۱] اگر کسی معذوری سے حج کے فوت ہوجانے کا اندیشہ
ہوجاتا تھا تو صحابیات کو سخت صدمہ ہوتا تھا، حجۃ الوداع مین حضرت عائشہؓ کو ضرورت
نسوانی سے معذوری ہوگئی رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا تو دیکھا کہ رو رہی ہین فرمایا کیا ماجرا ہے؟
بولین کہ مین نے اب تک حج نہین کیا تھا، فرمایا سبحان اللہ یہ تو فطری چیز ہے تمام مناسک
ادا کرلو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو[۲]

ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرنا | صحابیات نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے
بھی حج ادا کرتی تھین، حجۃ الوداع کے زمانے مین ایک صحابیہ رسول اللہ صلعم کی
خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ "میرے باپ پر حج فرض ہوگیا ہے، لیکن وہ
بڑھاپے کیوجہ سے سواری پر بیٹھ نہین سکتے، کیا مین اُنکی جانب سے حج ادا کردون؟
آپ نے اُنکو اسکی اجازت دیدی[۳] ایک صحابیہ کی ماں کا انتقال ہوچکا تھا وہ آپ کی
خدمت مین آئین اور کہا کہ میری ماں نے کبھی حج نہین کیا کیا مین اُسکی جانب سے یہ فرض
ادا کردون؟ آپ نے اُنکو بھی اجازت دی[۴]

عمرہ ادا کرنا | عمرہ فرض ہو یا نہو لیکن صحابیات اُسکو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھین
اور جب وہ فوت ہوجاتا تھا تو اُنکو سخت قلق ہوتا تھا جب حجۃ الوداع مین رسول اللہ صلعم

---

[۱] بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج و فضلہ [۲] ابو داؤد کتاب المناسک باب فی افراد الحج [۳] بخاری کتاب الحج
باب وجوب الحج و فضلہ [۴] مسلم کتاب الصوم باب قضاء الصیام عن المیت

نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں، آپ خیمے میں آکر دیکھا کہ حضرت عائشہؓ رو رہی ہیں وجہ پوچھی تو بولیں کہ میں ضرورت نسوانی سے معذور ہوں، لوگ دو دو فرض (حج وعمرہ) کا ثواب لیکر جاتے ہیں اور میں صرف ایک کا، فرمایا کوئی حرج نہیں خدا انکو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا، چنانچہ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکرؓ ساتھ کر دیا اور مقام تنعیم میں اُنھوں نے جاکر عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں[1]

ابواب الجہاد

شوق شہادت عہد نبوت میں شہادت ایک ابدی زندگی خیال کی جاتی تھی اس لیے ہر شخص اس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا، حضرت ام ورقہ بنت نوفلؓ ایک صحابیہ تھیں، جب غزوہ بدر پیش آیا تو انھوں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ "مجھکو شریک جہاد ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے، میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی شاید مجھے بھی درجہ شہادت حاصل ہو جائے" آپ نے فرمایا "گھر ہی میں رہو خدا تمھیں اسی میں شہادت دیگا" یہ معجزانہ پیشینگوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی، انھوں نے دو غلام مدبر کئے تھے[2] دونوں نے اُن کو شہید کر دیا کہ جلد آزاد ہو جائیں[3]

---

[1] بخاری ابواب العمرہ کتاب الحج [2] مدبر اون غلاموں کو کہتے ہیں جن سے آقا کہدیتا ہے کہ وہ اسکی موت کے بعد آزاد ہو جائیں گے، اسلیے قدرتی طور پر یہ لوگ آقا کی موت کے متمنی ہوتے ہیں

[3] ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء

عمل بالقرآن

صحابیات پر قرآن مجید کا شدت سے اثر پڑتا تھا، ایک بار حضرت عائشہ رض نے رسول اللہ صلعم سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت

من یعمل سوءً ایجز بہ — جو شخص ذرہ برابر بھی برائی کریگا اسکو اسکا بدلہ دیا جائے گا

نہایت سخت ہے، ارشاد ہوا کہ "عائشہ تمکو خبر نہین کہ مسلمان کے پانون مین اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اُسکے اعمال بد کا معاوضہ ہو جاتا ہے، بولین "لیکن خدا تو کہتا ہے

فسوف یحاسب حسابا یسیرا — خدا ورا اسی برائی کا بھی حساب لے گا

فرمایا "اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل خدا کی بارگاہ مین پیش ہوگا عذاب اُسی کو دیا جائیگا جس کے حساب مین ردوقدح ہوگی اس اثر پذیری کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیات نہایت عجلت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی تھین، حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ نے حضرت سالم رض کو اپنا منھ بولا بیٹا بنایا تھا، اسلئے زمانہ جاہلیت کی رسم ورواج کے مطابق انکو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو گئے تھے، لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت

ادعوھم لاٰبائھم — انکو اُنکے حقیقی باپون کا بیٹا کہکر پکارو

نازل ہوئی تو اُنکی بی بی رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا کہ "سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر مین رہتے تھے اور اُن سے کوئی پردہ نہ تھا اب آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ "دودھ پلا دو وہ تمھارے رضاعی بیٹے ہو جائینگے"[۲]

---

[۱] ابوداؤد کتاب الجنائز باب امراض المکفرۃ للذنوب [۲] ابوداود کتاب النکاح باب من حرم بہ

زمانہ جاہلیت مین عرب کی عورتین نہایت بے پروائی کے ساتھ دوپٹہ اوڑھتی تھین اسلئے سینہ اور سر وغیرہ کہلا رہتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی

ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن - عورتون کو چاہیے کہ اپنے دوپٹون کو اپنے سینون پر ڈال لین

اس کا یہ اثر ہوا کہ عورتون نے اپنے تہ بند اور متفرق کپڑون کو پھاڑ کر دوپٹے بنا ئے اور اپنے آپ کو سیاہ چادرون سے اس طرح ڈھانپ توپ لیا کہ حضرت عائشہ رض کے قول کے مطابق یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُنکے سر کوون کے آشیانے بن گئے ہین[1]

منہیات شرعیہ سے اجتناب

مزامیر سے اجتناب | راگ باجا تو بڑی چیز ہے حضرت عائشہ رض کا یہ حال تھا کہ اونٹ کے گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہین کرتی تھین، اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتین کہ ٹھہر جاو تاکہ یہ آواز سننے مین نہ آئے، اور اگر سن لیتین تو کہتین کہ تیزی کے ساتھ لے چلو تاکہ مین اس آواز کو نہ سن سکون[2]

ایک بار ایک لڑکی اُنکے گھر مین گھنگرو پہنے ہوئے داخل ہوئی، گھنگرو کی آواز سننے کے ساتھ ہی بولین کہ گھنگرو پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آنے پائے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس گھر مین اس قسم کی آوازین آتی ہین اُس مین فرشتے نہین آتے[3]

مشتبہات سے اجتناب | حدیث شریف مین آیا ہے کہ "جو چیز مشتبہ ہے اُسکو چھوڑ کر وہ چیز اختیار

---

[1] ابو داؤد کتاب اللباس باب فی قول اللہ تعالیٰ ولیضربن بخمرھن، [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۱۵۲
[3] مسند جلد ۶ صفحہ ۲۴۲

کر دو جو غیر مشتبہ ہے، حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، لیکن اُن سب کے درمیان مشتبہ چیزین ہین،
پس جو شخص مشتبہ گناہون کو چھوڑ دے گا وہ کھلے ہوئے گناہون کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا
اور جو شخص مشتبہ گناہون کا مرتکب ہوگا، بہت ممکن ہے کہ کھلے ہوے گناہون کا مرتکب بھی ہوجائے
گناہ خدا کی چراگاہ ہے اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائے گا، ممکن ہے کہ اُسکے مویشی
اُسمین پڑجائین"، صحابیات اس حدیث پر نہایت شدت سے عامل تھین، ایک صحابیہ نے
ایک لونڈی کو اپنی مان پر صدقہ کر دیا تھا وہ مرگیئن تو اُس لونڈی کی حالت مشتبہ ہو گئی
صدقہ کر چکی تھین اور صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہین، مان اسکی مالک ہو گئی تھی اور انکے
مرنے کے بعد یہ اُسکی وارث ہو گئی تھین، اسلئے وہ انکو وراثت مین مل سکتی تھی، اس اشتباہ
کے رفع کرنے کے لیے وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور واقعہ بیان
کیا آپ نے فرمایا، تمھین صدقہ کا ثواب مل چکا اور اب وہ تمھاری وراثت مین آگئی[1]
حضرت اسماءؓ کی مان قتیلہ کافرہ تھین اور حضرت ابو بکرؓ نے زمانہ جاہلیت ہی مین اُن کو
طلاق دیدی تھی، ایک بار وہ حضرت اسماءؓ کے پاس متعدد چیزین ہدیہ لیکر آئین، چونکہ
یہ کافر کا ہدیہ تھا اسلئے حضرت اسماءؓ نے اُسکے قبول کرنے سے انکار کیا اور حضرت عائشہؓ کے
ذریعہ سے رسول اللہ صلعم سے دریافت کروایا، آپ نے اُسکے قبول کرنے کی اجازت دی[2]

مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ

تسبیح و تہلیل تسبیح و تہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامت ہین، اور صحابیات مین یہ علامت

---

[1] ابوداؤد کتاب الوصایا باب ما جاء فی الرجل یھب الھبۃ ثم یوصی لہ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسماءؓ

پائی جاتی تھی، ایک صحابیہ سامنے کنکری یا گٹھلی رکھکر تسبیح پڑھ رہی تھین، رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو فرمایا کہ اسکی کیا ضرورت ہے؟ مین اس سے آسان تر تدبیر بتا دیتا ہون، اسکے بعد ایک دعا بتا دی[1]

مقامات مقدسہ کی زیارت

حصول برکت کا شوق صحابیات کو مقامات مقدسہ کی طرف کھینچ لے جاتا تھا ایک بار ایک صحابیہ بیمار ہوئین، اور یہ نذر مانی کہ اگر خدا شفا دیگا تو بیت المقدس مین جاکر نماز پڑھونگی، صحت یاب ہوئین تو سامان سفر کیا، اور رخصت ہونے کے لیے حضرت میمونہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئین، اُنھون نے کہا کہ "مسجد نبوی ہی مین نماز پڑھ لو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد کی ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازون سے بہتر ہے[2]

ایک صحابیہ نے مسجد قبا تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی تھی، ابھی نذر پوری کرنے بھی نہین پائی تھین کہ انتقال ہوگیا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فتوے دیا کہ اُنکی صاحبزادی نذر پوری کرین[3]

فرائض مذہبی ادا کرنے مین جسمانی تکلیفین اوٹھانا

شوق عبادت ہر قسم کی جسمانی تکلیفون کو آسان کر دیتا ہے، اور صحابیات مین یہ شوق موجود تھا اسلیے وہ ہر قسم کی تکلیفین برداشت کرتی تھین اور فرائض اسلام کو بخوشی ادا کرتی تھین، حضرت حمنہ بنت جحشؓ ایک صحابیہ تھین، اُنکا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھین، جب تھک جاتی تھین تو ستون مسجد مین ایک رسی باندھ

[1] ابوداؤد ابواب تفریع شہر رمضان باب التسبیح بالحصی [2] مسلم باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینۃ ومکۃ [3] موطائے امام محمد باب الرجل یحلف بالمشی الی بیت اللہ

رکھی تھی اس سے لٹک جاتی تھین، رسول اللہ صلعم نے اُس رسی کو دیکھا تو فرمایا "انکو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہیے جو اُنکی طاقت مین ہو اگر تھک جائین تو بیٹھ جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ رسی کھلوا کر پھنکوا دی[۱]

پابندی قسم ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہین، اور ہمکو یہ محسوس نہین ہوتا کہ یہ کسقدر ذمہ داری کا کام ہے لیکن صحابیات بہت کم قسم کھاتی تھین، اور جس بات پر قسم کھالیتی تھین اُسکو پورا کرتی تھین، ایک بار حضرت عائشہ رض حضرت عبداللہ بن زبیر رض سے ناراض ہوگئین اور قسم کھائی کہ اب ان سے بات چیت نہ کرینگی، لیکن جب حضرت عبداللہ بن زبیر رض نے معافی مانگی اور دوسرے صحابہ نے بھی انکی سفارش کی تو رو کر کہنے لگین

انی نذرت والنذر شدید — مین نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ نہایت سخت ہے،

بالآخر اصرار و سفارش سے انکا قصور معاف کر دیا تو کفارۂ قسم مین ۴۰ غلام آزاد کئے[۲]

---

[۱] ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب النعاس فی الصلوۃ [۲] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ

تبجیل الرسول

برکت اندوزی | صحابیات ہمیشہ رسول اللہ صلعم کی ذات پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھین

اسلیے جو بچہ پیدا ہوتا، صحابیات سب سے پہلے اُسکو آپ کی خدمت مین حاضر کرتین، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے موںھ مین کھجور ڈال کر اُسکے مونھ مین ڈالتے، اور اوسکے لیے برکت کی دعا فرماتے[1]

حفاظت یادگار رسول | صحابیات رسول اللہ صلعم کی یادگارون کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھین

حضرت عائشہ رض کے پاس آپ کا ایک جُبہ محفوظ تھا، جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رض نے اُسکو لے لیا اور محفوظ رکھا، چنانچہ جب کوئی شخص اُنکے خاندان مین بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لیے اُسکو دھوکر اُسکا پانی پلاتی تھین[2]

جن کپڑون مین آپ کا وصال ہوا تھا حضرت عائشہ رض نے اونکو محفوظ رکھا تھا، چنانچہ ایک دن اُنھون نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہبند اور ایک کمل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم آپ نے انھی کپڑون مین داعی اجل کو لبیک کہا تھا[3]

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کی دعوت کی، آپ نے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا اوسکو انھون نے محفوظ رکھا، جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا تو وہ اس سے پانی پیتی اور پلاتی تھین[4]

---

[1] مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی من الناس وتبرکھم، [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۴۸، [3] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی سبب الصوف والشعر، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام نیار

جب آپ حضرت انس رض کے گھر تشریف لاتے تھے تو انکی والدہ آپ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی مین بھر لیتی تھین اور اُسکو محفوظ رکھتی تھین[1]

غزوہ خیبر مین آپ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اُسکی اسقدر قدر کرتی تھین کہ عمر بھر اُسکو گلے سے جدا نہین کیا اور جب انتقال کرنے لگین تو وصیت کی کہ اُنکے ساتھہ وہ بھی دفن کر دیا جائے[2]

ایک دن آپ حضرت ام سلیم رض کے مکان پر تشریف لائے، گھر مین ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا آپ نے اُسکا دھار اپنے مُنھ سے لگایا اور پانی پیا، حضرت ام سلیم رض نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا[3]

آپ حضرت شفاء بنت عبداللہ رض کے یہان کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے اس غرض سے اُنھون نے آپ کے لیے ایک بستر اور ایک خاص تہبند بنوا لیا تھا جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے، یہ یادگارین ایک مدت تک اُنکے خاندان مین محفوظ رہین، اخیر مین مروان نے اُن سے لے لیا[4]

ادب رسول | صحابیات آپکی خدمت مین حاضر ہوتین تو دربار نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیب تن کر لیتین ایک صحابیہ فرماتی ہین،

جمعت علی ثیابی فاتیت رسول اللہ صلعم مین نے تمام کپڑے پہن لیے اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی

[1] بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوماً فقال عندھم [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۴۰۰ [3] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم [5] ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل اسد الغابہ تذکرہ حضرت شفاء بنت عبداللہ رض

اگر نادانستگی کی حالت مین بھی کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف مُنھ سے نکل جاتا تو اُسکی معافی۔ چاہتین ایک صحابیہ کا بچہ مرگیا تھا اور وہ اُس پر رو رہی تھین آپ کا گذر ہوا تو فرمایا "خدا سے ڈرو اور صبر کرو"۔ بولین تمھین میری مصیبت کی کیا پرواہے؟ آپ چلے گئے تو لوگون نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلعم تھے، دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی کہ مین نے حضور کو نہین پہچانا [۱]

حمایت رسول صحابیات اپنے دلون مین نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھین، حضرت طلیب بن عمیر اسلام لائے اور اپنی مان اروی بنت عبد المطلب کو اسکی خبر دی تو بولین کہ "تم نے جس شخص کی حمایت کی، وہ اسکا سب سے زیادہ مستحق تھا اگر مردون کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے [۲]

خدمت رسول صحابیات رسول اللہ صلعم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھین، حضرت سلمیٰ رض ایک صحابیہ تھین اُنھون نے اس استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ انکو خادم رسول اللہ کا لقب حاصل ہوا [۳]

سفینہ حضرت سلمہ رض کے والدہ کی لونڈی تھی اُنھون نے اُسکو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گزاری مین صرف کرے اُس نے کہا اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتین تب بھی مین تا نفس واپسین آپ کی خدمت سے علحدہ نہ ہوتی [۴]

ہیبت رسول رسول اللہ صلعم کی پر عظمت روحانیت سے صحابیات اسقدر مرعوب ہوجاتی تھین کہ

---

[۱] ابوداود کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمہ [۲] استیعاب تذکرہ حضرت طلیب بن عمیر رض [۳] ابوداود کتاب الطب باب الحجامۃ [۴] ابوداود کتاب العتق باب فی العتق علی الشرط

جسم مین رعشہ پڑجاتا تھا ایک بار حضرت حدیبہؓ نے آپ کو مسجد مین اوکڑو بیٹھے ہوے دیکھا اُن پر آپ کے اس خشوع وخضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اُٹھین [۱]

نعت رسول | صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیان تک آپ کی مدح مین رطب اللسان رہتی تھین، آپ جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیان دف بجا بجاکر یہ شعر گاتی پھرتی تھین،

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد امن جار

ہم خاندان بنو نجار کی لڑکیان ہین، محمد کتنے اچھے پڑوسی ہین۔

پردہ نشین عورتین یہ اشعار پڑہتی تھین

طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع

ثنیۃ الوداع کی گھاٹیون سے ہم پرچودہوین رات کا چاند طلوع ہوا ہے

وجب الشکر علینا ما دعی اللہ داعی

جب تک دعا کرنے والے دعا کرین ہم پر خدا کا شکر واجب ہے،

حضرت عائشہؓ رخصت ہوکر آئین تو چھوکریان دف بجا بجاکر واقعات بدر کے متعلق اشعار گاتی تھین، ان مین سے ایک نے یہ مصرع گایا

وفینا نبی یعلم ما فی غد ہم مین ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے

تو آپ نے روک دیا اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گارہی تھین [۲]

پابندی احکام رسول | صحابیات رسول اللہ صلعم کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی

---

[۱] شمائل ترمذی باب ماجاء فی جلیۃ رسول اللہ صلعم [۲] بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح

کرتی تھین آپ نے شوہر کے علاوہ اور اعزہ کے ماتم کے لیے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے صحابیہ نے اسکی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحشؓ کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتین اُن سے ملنے آئین اُنھون نے اُن سب کے سامنے خوشبو لگائی، اور کہا کہ " مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن مین نے آپ سے سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا ماتم کرنا جائز نہین،" اسلیئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔

جب حضرت ام حبیبہؓ کے والد نے انتقال کیا تو اُنھون نے تین روز کے بعد تیل لگایا، خوشبو ملی۔ اور کہا کہ " مجھے اسکی ضرورت نہ تھی، صرف آپ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی"[۱]

ایک بار حضرت عائشہؓ کے پاس ایک سائل آیا اُنھون نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیا، پھر اُسکے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو اُنھون نے اُسکو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا، لوگون نے اس تفریق و امتیاز پر اعتراض کیا تو بولین کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ

انزلوا الناس علی قدر منازلہم   لوگون کو اُن کے درجہ پر رکھو

ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے مین مرد و عورت مل جل کے چل رہے ہین، عورتون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا " پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہین گذر سکتین،" اسکے بعد عورتون کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اسطرح لگ کے چلتی تھین کہ اُنکے کپڑے دیوارون سے الجھ جاتے تھے[۲]

---

[۱] ابوداؤد کتاب الطلاق باب احداد المتوفی عنہا زوجہا [۲] ابوداؤد کتاب الادب باب فی مشی النساء فی الطریق

رضامندی رسول | صحابیات کو رسول اللہ صلعم کی رضامندی کی ہمیشہ فکر رہتی تھی، اسلئے اگر آپ کبھی ناراض ہو جاتے تھے تو ہر ممکن تدبیر سے آپ کے رضامند کرنے کی کوشش کرتی تھین، آپ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لیگئے تو تمام بیبیان ساتھ تھین، سوء اتفاق سے راستہ مین حضرت صفیہؓ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا، وہ رونے لگین، آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے اُنکے آنسو پونچھے، آپ جسقدر اُنکو رونے سے منع فرماتے تھے اُسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھین، جب کسی طرح چپ نہ ہوئین، تو آپ نے اُنکو سرزنش فرمائی، اور تمام لوگون کو منزل کرنے کا حکم دیا اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کروایا اب حضرت صفیہؓ کو خیال ہوا کہ آپ اُن سے ناراض ہو گئے، اسلئے آپ کی رضامندی کی تدبیرین اختیار کین، اس غرض سے حضرت عائشہؓ کے پاس گئین، اور کہا کہ "آپ کو معلوم ہے کہ مین اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ مین نہین دیسکتی، لیکن اگر آپ رسول اللہ صلعم کو مجھسے راضی کر دین تو مین اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہون" حضرت عائشہؓ نے آمادگی ظاہر کی اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ مین رنگا ہوا تھا، پھر اُس پر پانی کے چھینٹے دیے کہ خوشبو خوب پھیلے، اُسکے بعد آپ کی خدمت مین گئین اور خیمہ کا پردہ اُٹھایا، تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ یہ تمہاری باری کا دن نہین ہے" بولین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء[1] یہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔

تفویض الی الرسول | عورت کے لیے نکاح کا معاملہ سب سے زیادہ اہم ہے، لیکن صحابیات نے

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۳۸

اپنے آپ کو بالکل رسول اللہ صلعم کے ہاتھ مین دیدیا تھا، اسلئے آپ جس سے چاہتے تھے انکا نکاح کر دیتے تھے، اور وہ بخوشی اُسکو قبول کرلیتی تھین، حضرت فاطمہ بنت قیس رض ایک صحابیہ تھین، جن سے ایک طرف تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رض جو نہایت دولت مند صحابی تھے نکاح کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف آپنے حضرت اسامہ بن زید رض کے متعلق اُن سے گفتگو کی تھی، لیکن حضرت فاطمہ بنت قیس رض نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا اور کہا کہ "میرا معاملہ آپ کے ہاتھ مین ہے جس سے چاہیے نکاح کر دیجیے"[1]

جلیبب رض ایک ظریف الطبع صحابی تھے، جو راستون مین بھی ظرافت اور مذاق کی باتین کرتے تھے، اسلئے صحابہ انکو عموماً ناپسند کرتے تھے ایک بار آپ نے انکے لئے ایک انصاری لڑکی کو پیغام نکاح دیا، انھون نے کہا کہ اسکی مان سے مشورہ کرلون، مان نے جلیبب کا نام سنا تو انکار کیا، لیکن لڑکی نے کہا "رسول اللہ صلعم کی بات نامنظور نہین کی جاسکتی مجھے آپکے حوالے کر دو خدا مجھے ضائع نہ کریگا"[2]

ضیافت رسول | اگر خوش قسمتی سے صحابیات کو کبھی رسول اللہ صلعم کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عزت، محبت، اور ادب کے ساتھ اس فرض کو بجا لاتین، ایک بار آپ حضرت ام حرام رض کے مکان پر تشریف لیگئے تو انھون نے دعوت کی، آپ نے قبول فرمائی اور وہین قیلولہ فرمایا[3]

---

[1] نسائی کتاب النکاح الخطبہ فی النکاح [2] مسند جلد ۴ صفحہ ۴۲۲ [3] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی رکوب البحر فی الغزو

ایک بار ایک صحابی نے آپ کی دعوت کی، دعوت کھا کر آپ روانہ ہوے تو انکی بی بی نے پردے سے سر نکال کر کہا کہ یا رسول اللہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجتے جائیے، آپ نے فرمایا "خدا تم پر اور تمھارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے[1]"

بعض صحابیات خود کوئی نئی چیز پکا کر آپ کی خدمت مین پیش کرتی تھین، ایک بار حضرت ام ایمن رض نے آٹا چھانا اور اُسکی روٹیان تیار کرکے آپ کی خدمت مین پیش کین آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولین "ہمارے ملک مین اسی کا رواج ہے مین نے چاہا کہ آپ کے لیے بھی اسی قسم کی روٹیان تیار کرون لیکن آپ نے کمال زہد و تقشف سے فرمایا "آٹے مین چوکر ملا کر پھر گوندھو[2]"

محبت رسول | صحابیات کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے، اور وہ اسکا اظہار مختلف طریقون سے کرتی تھین، حضرت ام عطیہ رض ایک صحابیہ تھین وہ جب آپکا ذکر کرتین تو فرط محبت سے کہتین بابی یعنی آپ پر قربان

آپ جب کسی غزوہ مین تشریف لے جاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپکی واپسی اور سلامتی کے لیے نذرین مانتی تھین، ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا کہ "یارسول اللہ مین نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کے گیت گاؤن گی[3]"

شوق صحبت رسول | صحابیات کے دل مین آپکی صحبت سے مستفیض ہونے کا نہایت شوق رہتا تھا، حضرت قیلہ رض بیوہ ہوگئین تو بچون کو اُنکے چچا نے لے لیا اب وہ تمام دنیوی جھگڑون سے آزاد تھین، اسلئے ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک مین حاضر ہوئین اور آپکی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اُٹھایا[4]

[1] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۹۸ [2] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ [3] نسائی کتاب الحیض باب شہود الحیض العیدین و دعوۃ المسلمین [3] ترمذی کتاب المناقب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت قیلہ رض۔

فضائلِ اخلاق

استغنا | فیض تربیت نبوی نے صحابیات کے ایک ایک فرد کو، غیرت، خودداری، اور عزت نفس کا مجسمہ بنا دیا تھا، اسلئے وہ کسی کے سامنے دست سوال نہین پھیلاتی تھین، ماں باپ سے مانگتے ہوئے کسی کو شرم نہین آتی لیکن صحابیات کی غیرت اسکو بھی گوارا نہین کرتی تھی کہ ماں باپ سے بھری محفل مین سوال کیا جائے، حضرت فاطمہؓ گھر کے کام کاج سے تنگ آگئی تھین، رسول اللہ صلعم کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے، حاضر خدمت ہوئین کہ آپ سے ایک غلام مانگین دیکھا کہ آپ سے کچھ لوگ باتین کر رہے ہین، شرم کے مارے واپس آئین[1]

ایثار | فیاضی ایک اخلاقی وصف ہے، لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے، اور وہ صحابیات مین بدرجہ اتم پائی جاتی تھی حضرت عائشہ رضؓ نے رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکر رضؓ کے پہلو مین اپنی قبر کے لیے جگہ مخصوص کر رکھی تھی، لیکن جب حضرت عمر رضؓ نے اُن سے درخواست کی تو انھون نے یہ تحفۂ جنت اُنکو دیدیا اور فرمایا

کنت اریدہ لنفسی ولاوثرن بہ الیوم علی نفسی[2] مین نے خود اپنے لیے اسکو محفوظ رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر اُنکو ترجیح دیتی ہون

ایک دن وہ روزے سے تھین، گھر مین ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، ایک مسکین عورت آئی، اُنھون نے لونڈی سے کہا کہ "روٹی اُسکو دیدو" اُس نے کہا "افطار کس چیز سے کیجیے گا" بولین "دے تو دو" شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا لونڈی کو بلا کر کہا "یہ تیری روٹی سے بہتر ہے"[3]

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب باب فی التسبیح [2] بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ [3] موطاء امام مالک کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقۃ

فیاضی | صحابہ کی طرح اسلام کو صحابیات کی فیاضی سے بھی بہت کچھ ثبات و استحکام حاصل ہوا، حضرت ام سلیم رض نے اپنا نخلستان خاص رسول اللہ صلعم کے لیے وقف کر دیا[1]

حضرت عائشہ رض اسقدر فیاض تھین کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا اسکو صدقہ کر دیتی تھین، حضرت عبد اللہ بن زبیر رض نے انکو اس فیاضی سے روکنا چاہا تو اسقدر برہم ہوئین کہ ان سے بات چیت کرنے کی قسم کھالی[2] حضرت اسمار رض ان سے بھی زیادہ فیاض تھین، حضرت عائشہ رض کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی تھین، جب معتد بہ سرمایہ جمع ہو جاتا تھا تو اسکو تقسیم کر دیتی تھین لیکن حضرت اسمار رض کل کے لیے کچھ نہین رکھتی تھین، روز کا روز خرچ کر دیا کرتی تھین[3]

ایک بار حضرت منکدر بن عبد اللہ حضرت عائشہ رض کی خدمت مین حاضر ہوئے بولین کہ "تمھارے کوئی لڑکا ہے" انھون نے کہا "نہین" فرمایا "اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو مین تمکو دیدیتی" حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہ رض نے انکے پاس روپیے بھیجے، بولین "کسقدر جلد میری آزمائش ہوئی" فوراً آدمی بھیجکر انکو بلوایا اور دس ہزار درہم دیدیئے انھون نے اس رقم سے ایک لونڈی خریدلی اور اس سے انکے متعدد بچے پیدا ہوئے[4]

ازواج مطہرات مین حضرت زینب بنت جحش نہایت فیاض تھین، وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کرتی تھین، اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی مساکین کو دیدیتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم مین جسکا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا وہ مجھسے سب سے پہلے ملیگا، اس بنا پر ازواج مطہرات اپنے ہاتھون کو ناپتی تھین حضرت زینب کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے لیکن جب سب سے پہلے انکا انتقال ہوا تو ازواج

---

[1] صحیح بخاری [2] بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش [3] ادب المفرد باب السخاوۃ [4] طبقات ابن سعد تذکرہ منکدر بن عبد اللہ

مطہرات کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی[1]

مخالف سے انتقام نہ لینا | اگر مخالف کسی مصیبت مین مبتلا ہو جاے تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہین ملسکتا لیکن صحابیات کے دل مین خدا اور رسول کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟ حضرت عائشہ رض اور حضرت زینب رض مین باہم نوک جھوک رہتی تھی لیکن جب حضرت عائشہ رض پر اتہام لگایا گیا اور رسول اللہ صلعم نے حضرت زینب رض سے اُنکی اخلاقی حالت دریافت فرمائی تو بجاے اسکے کہ وہ انتقام لیتین، بولین کہ "مین اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہون مجھے اُنکی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہین ہے" حضرت عائشہ رض کو خود اعتراف ہے کہ

وھی التی تسامینی فعصمھا اللہ بالورع — وہ اگرچہ میری حریف تھین لیکن خدا نے تورع کیوجہ سے اُنکو بچا لیا

انتقام تو بڑی چیز ہے، صحابیات اپنے مخالفون سے بغض رکھنا بھی پسند نہین کرتی تھین، حضرت معاویہ بن خدیج رض نے حضرت عائشہ رض کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا، ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، حضرت عائشہ رض نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ مین معاویہ کا سلوک کیسا رہا؟ اُس نے کہا "اُن مین کوئی عیب نہ تھا، سب لوگ اُنکے مداح رہے، اگر کوئی اُونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اوسکی جگہ دوسرا اُونٹ دیدیتے تھے، اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اُسکی جگہ دوسرا گھوڑا دیدیتے تھے اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو وہ اسکی جگہ دوسرا غلام دیتے تھے، حضرت عائشہ رض نے یہ سنکر کہا "استغفر اللہ اگر مین اُن سے اس بنا پر بغض رکھون کہ

[1] اصابہ تذکرہ حضرت زینب بنت جحش ؓ بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضہن بعضاً

انھون نے میرے بھائی کو قتل کیا مین نے خود رسول اللہ صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے کہ خدا وندا! جو شخص میری امت کے ساتھ ملاطفت کرے تو بھی اُسکے ساتھ ملاطفت کر اور جو اوس پہ سختی کرے تو بھی اُس پر سختی کر[1]

مہمان نوازی | حضرت ام شریکؓ نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھین، انھون نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنا دیا تھا اسلیے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر انھین کے مکان پر ٹھہرتے تھے[2]

عزت نفس | صحابیات عزت نفس کا مجسمہ تھین، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ جس دن شہید ہوئے اُس روز اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس تشریف لیگئے، انھون نے انکو دیکھا تو بولین ،، بیٹا قتل کے خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط نہ قبول کر لینا جس مین تمکو ذلت برداشت کرنی پڑے خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مرجانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کر لی جاے

صبر و ثبات | مُردون پہ نوحہ کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، مدتون مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا لیکن فیض تربیت نبوی نے صحابیات کو صبر کا اسقدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کا لڑکا بیمار رہا وہ صبح کے وقت اوسکو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لیے باہر چلے گئے انکی عدم موجودگی مین یہان لڑکا جان بحق تسلیم ہوگیا لیکن انکی بی بی نے لوگون سے کہدیا کہ ابو طلحہ سے نہ کہنا

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت معاویہ بن خدیج رضہ

[2] نسائی کتاب النکاح باب الخطبۃ فی النکاح،

وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بولین "پہلے سے زیادہ سکون کی حالت مین ہے" یہ کہکر کھانا لائین اور انھون نے کھانا کھایا" صبح ہوئی تو کہا "کہ اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریۃً دے اور پھر اسکا مطالبہ کرے تو کیا اسکو اسکے روک رکھنے کا حق حاصل ہے؟ بولے "نہین" بولین "تو پھر اپنے بیٹے کو بھی صبر کرو"[1]

رسول اللہ صلعم غزوہ احد سے واپس ہوئے تو تمام صحابیات اپنے اپنے اعزہ واقارب کا حال پوچھنے آئین، انہی مین حضرت حمنہ بنت جحش بھی تھین، وہ آئین تو آپ نے فرمایا کہ "حمنہ اپنے بھائی عبد اللہ بن جحش کو صبر کرو" انھون نے انا للہ پڑھا اور ان کے لیے دعاے مغفرت کی، آپ نے پھر فرمایا کہ "اپنے ماموں حمزہ بن عبد المطلب کو بھی صبر کرو" انھون نے اس پر بھی انا للہ پڑھا اور دعاے مغفرت کر کے خاموش ہو رہین[2]

حضرت عبد اللہ بن زبیر جب حجاج سے معرکہ آرا ہوے تو انکی والدہ حضرت اسماء بیمار تھین وہ انکے پاس آئے اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ "مرنے مین آرام ہے" بولین "شاید تمکو میرے مرنے کی آرزو ہے لیکن جب تک دو باتون مین سے ایک نہ ہو جائے مین مرنا پسند نہ کرونگی، یا تو تم شہید ہو جاؤ اور مین تم کو صبر کر لون، یا فتح وظفر حاصل کرو کہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون" چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے انکو سولی پر لٹکا دیا، حضرت اسماء باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرت ناک منظر دیکھنے کے لیے آئین، اور بجاے اسکے کہ روتی پیٹتین، حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا کیا اس سوار کے لیے ابھی تک وہ وقت نہین آیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آے[3]

[1] مسلم کتاب الادب باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ الخ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی [3] استیعاب تذکرہ حضرت عبد اللہ بن زبیر

شجاعت | غزوات مین صحابہ کرام نے جس طرح داد شجاعت دی صحابیات کے بہادرانہ کارنامے اُس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہین غزوہ حنین مین کفار نے اس زور شور سے حملہ کیا تھا کہ میدان جنگ لرز اوٹھا تھا لیکن حضرت ام سلیمؓ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ مین خنجر لیے ہوئے منتظر تھین کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اُس کا کام تمام کر دین، چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اُنکے ہاتھ مین خنجر دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بولین "چاہتی ہون کہ کوئی کافر قریب آئے تو پیٹ مین بھونک دون[1]"

غزوہ خندق مین رسول اللہ صلعم نے تمام عورتون کو ایک قلعہ مین کر دیا تھا، ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا حضرت صفیہؓ نے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ "یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے اسکو قتل کر دو" بولے "تمھین تو یہ معلوم ہے کہ مین اس میدان کا مرد نہین" اب حضرت صفیہؓ خود اوترین اور خیمے کی ایک میخ اوکھاڑ کر اسس زور سے مارا کہ وہ وہین ٹھنڈا ہو گیا[2]

زہد و تقشف | صحابیات نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتی تھین، ایک بار ایک شخص حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوا، بولین "ذرا ٹھہر جاؤ مین اپنی نقاب سیلون" اُس نے کہا "اگر مین لوگون کو اُسکی خبر کر دون تو لوگ آپ کو بخیل سمجھین گے" بولین "جو لوگ پرانا دھرانا کپڑا نہین پہنتے اُنکو آخرت مین نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا[3]"

زندہ دلی | صحابیات کے جذبات کو اسلام نے تر و تازہ اور شگفتہ کر دیا تھا، اسلیے اُن مین عموماً

---

[1] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی السلب یعطی القاتل [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب
[3] ادب المفرد باب الرفق فی المعیشۃ۔

زندہ دلی پائی جاتی تھی، عید کے دن معمولاً لڑکے اور لڑکیاں رسول اللہ صلعم کے پاس جمع ہو کر باجے بجاتے تھے اور مسرت کے ترانے گاتے تھے[1]

راز داری | صحابیات کا سینہ راز کا مدفن تھا جس سے وہ قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا، ایک دن آپ کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات جمع تھیں، حضرت فاطمہ رض بھی اسی حالت میں آگئیں آپ نے انکو مرحبا کہا اور اپنے داہنی جانب بٹھالیا اور آہستہ سے اُنکے کان میں ایک بات کہی وہ چیخ مار کر رو پڑیں، پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں آپ چلے گئے تو تمام بی بیوں نے اسکی وجہ پوچھی بولیں میں آپ کی زندگی میں آپ کا راز فاش نہیں کرسکتی[2]

عفت وعصمت | اسلام نے پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیم دی اس نے صحابیات کو عصمت وعفت کا مجسمہ بنا دیا، ایک صحابیہ کو جنکی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت میں اچھی نہ تھی ایک شخص نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو بولیں "ہٹو اب وہ زمانہ گیا اور اسلام آیا[3] اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیاں تک بدکاری سے انکار کرنے لگیں، مسیکہ ایک لونڈی تھی جس نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ میرا آقا مجھکو بدکاری پر مجبور کرتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی

لا تکرھوا فتیاتکم علی البغا[4]

اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات سے بہت بعید تھا وہ اسکو بھی گوارا نہیں کرتی تھیں کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی اُن پر پڑ جائے ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہ رض نے نکاح کرنا چاہا اور

---

[1] بخاری کتاب العیدین باب سنۃ العیدین لاہل الاسلام [2] مسلم کتاب الفضائل مناقب فاطمہ رض [3] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۸۷ [4] ابو داؤد کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزنا

رسول اللہ صلعم سے مشورہ طلب کیا آپ نے فرمایا "کہ پہلے عورت کو جا کر دیکھ لو" وہ اس غرض سے اُسکے گھر گئے "عورت نے پردے سے کہا "اگر رسول اللہ صلعم کا حکم ہے تو خیر ورنہ تمھین خدا کی قسم"[1]

اس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے، اگر خدانخواستہ صحابیات پر کبھی اس قسم کا اتہام بھی لگ جاتا تھا تو اُنکے خرمن عقل وہوش پر بجلی گر پڑتی تھی، حضرت عائشہؓ کے کانون مین جب واقعہ افک کی بھنک پڑی تو بیہوش ہوکر گر پڑین، لرزہ وبخار آ گیا، اور آنسوئنکی جھڑی لگ گئی[2]

---
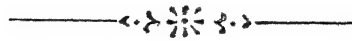
[1] سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجہا [2] بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ عزوجل لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین

حسنِ معاشرت

معاشرت و مسامحت اگر بہ مقتضائے فطرت انسانی صحابیات کسی سے ناراض ہوجاتی تھیں تو انکو اس چند روزہ ناگواری پر نہایت افسوس ہوتا تھا ایک معاملہ میں حضرت عائشہ رضہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضہ سے ناراض ہوگئیں، اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کہالی لیکن عفو تقصیر کے بعد جب اُن کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اسقدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہوجاتا تھا[1]

صلہ رحم حضرت زینب رضہ اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ نہایت سلوک کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں

ولم ار امرأة قط خیرا فی الدین من زینب — مین نے زینب سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ سچی

واتقی اللہ واصدق حدیثا واوصل للرحم[2] — اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی

حضرت اسماء رضہ نے ایک جایداد وراثتہً پائی تھی، اور انکو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہ رضہ نے دی تھی لیکن انھوں نے اس مال و جایداد کو حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابن ابی عتیق پر جو انکے قرابتدار تھے ھبہ کردیا[3]

صحابیات کی صلہ رحمی صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ وہ کافر قرابتدار انکی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھیں حضرت اسماء رضہ ہجرت کرکے مدینہ آئیں تو انکی والدہ جو کافرہ تھیں اُنکے پاس آئیں اور مالی مدد مانگی، حضرت اسماء رضہ نے رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ اُنکے ساتھ

---

[1] بخاری کتاب الادب باب الھجرۃ [2] مسلم کتاب الفضائل باب فضل عائشہ [3] بخاری کتاب الھبۃ باب ھبۃ الواحد للجماعۃ۔

صلہ رحمی کرسکتی ہین؟ آپ نے فرمایا ہان[۱]، چنانچہ انھون نے انکو مدد دی حضرت حفصہؓ نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لیے ایک جانداد کی وصیت کی تھی[۲]

ہدیہ دینا — حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہدیہ ازدیاد محبت کا ذریعہ ہے، اسلیے صحابیات ایک دوسرے کے پاس عموماً ہدیہ بھیجا کرتی تھین،

حضرت نسیبہ انصاریہؓ اسقدر مفلس تھین کہ اُن پر صدقہ کا مال حلال تھا، تاہم اس حالت مین بھی وہ ازواج مطہرات کی خدمت مین ہدیہ بھیجتی تھین، ایک بار اُنکے پاس صدقہ کی بکری آئی، تو اُنھون نے اُسکا گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس ہدیۃً بھیجا[۳] حضرت بریرہؓ کے پاس بھی جو کچھ صدقہ مین آتا تھا وہ ازواج مطہرات کو ہدیۃً دیدیا کرتی تھین[۴]

خادمون کے ساتھ سلوک — صحابیات خادمون کے ساتھ جیسا سلوک روا رکھتی تھین اسکا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبد الملک اُٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی، اُس نے آنے مین دیر لگائی تو اُس نے اُس پر لعنت بھیجی، حضرت ام الدرداؓ اُسکے محل مین تھین صبح ہوئی تو کہا کہ "تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی، حالانکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعا یا شہدا نہ ہون گے"[۵]

باہمی اعانت — صحابیات مصیبت مین، آفت مین، کشمکش مین دوسرون کی اعانت فرماتی تھین، اور

ہمسایہ صحابیات اپنی پڑوسنون کو ہر قسم کی مدد دیتی تھین حضرت اسماءؓ کو روٹی پکانا نہین آتی تھی

---

[۱] مسلم کتاب الزکوۃ باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین [۲] مسند دارمی کتاب الوصایا باب الوصیۃ لاہل الذمۃ [۳] بخاری کتاب الزکوۃ باب قدر کم یعطی من الزکوۃ والصدقۃ ومن اعطی شاۃ [۴] مسلم کتاب الزکوۃ باب اباحۃ الھدیۃ للنبی صلعم ولبنی ہاشم وبنی عبد المطلب وان کان المھدی ملکھا بطریق الصدقۃ [۵] مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب النھی عن لعن الدواب وغیرہا

لیکن انکی پڑوسنین انکی روٹی پکا دیا کرتی تھین[1]

اگر عورتون کو اپنے شوہرون سے شکایت پیدا ہوتی تو وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنا درد دکھ کہتی تھین، وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین نہایت پر زور طریقہ سے انکی سفارش کرتی تھین، ایک بار انکی خدمت مین ایک عورت سبز دوپٹا اوڑھ کر آئی اور جسم کھول کر دکھایا کہ شوہر نے اسقدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ پڑ گئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ "مسلمان عورتین جو مصیبت برداشت کر رہی ہین ہم نے ایسی مصیبت نہین دیکھی، دیکھیے اسکا چمڑا اسکے دوپٹے سے زیادہ سبز ہو گیا ہے بخاری کی اس روایت کے اخیر مین عموماً عورتون کی نسبت یہ الفاظ ہین،

والنساء ینصر بعضھن بعضاً   عورتون کی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسری کی اعانت کرتی ہین[2]

ایک شخص کی بی بی بیمار تھین وہ حضرت ام الدرداءؓ کے پاس آئے، انھون نے حال پوچھا تو انھون نے کہا "بی بی بیمار ہے" اب انھون نے انکو بٹھا کر کھانا کھلایا اور جب تک انکی بی بی بیمار رہین حال پوچھتی اور کھانا کھلاتی رہین[3]

عیادت | صحابیات ہر ممکن طریقہ سے مریضون کی عیادت کرتی تھین، ایک بار اہل صفہ مین سے ایک صحابی بیمار تھے، حضرت ام الدرداءؓ اونٹ پر سوار ہو کر آئین اور انکی عیادت کی[4]

تیمارداری | صحابیات نہایت دلسوزی سے مریضون کی تیمارداری کرتی تھین، حضرت عثمان بن مظعونؓ بیمار ہوے تو حضرت ام العلاءؓ اور انکے تمام خاندان نے انکی تیمارداری کی، انکا انتقال

---

[1] مسلم کتاب الاداب باب اردات المراۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق [2] بخاری کتاب اللباس باب ثیاب الخضر [3] ادب المفرد باب عیادۃ الصبیان [4] ادب المفرد باب عیادۃ النساء الرجل المریض،

ہو گیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام الحسلاؓ نے محبت کے لہجے مین کہا "تم پر خدا کی رحمت ہو مین شہادت دیتی ہون کہ خدا نے تمہاری عزت کی[1]

حضرت زینبؓ مرض الموت مین بیمار ہوئین، تو حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات سے پوچھا کہ کون ان کی تیمارداری کریگا؟ تمام بی بیون نے کہا "ہم" انکا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل و کفن دیگا؟ تمام بی بیون نے کہا "ہم"[2]

عزاداری | صحابیات عزاداری کو اپنا فرض خیال کرتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلعم ایک صحابی کو دفن کرکے آرہے تھے، راہ مین دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ جارہی ہین، پوچھا گھر سے کیون نکلین؟ بولین، اس گھر مین عزاداری کے لیے گئی تھی[3]

عرب جاہلیت مین عزاداری کا طریقہ یہ تھا کہ عورتین برادری مین جاکر باہم مُردون پر نوحہ کرتی تھین لیکن اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو مٹا دیا چنانچہ جب عورتین اسلام لاتی تھین تو اُن سے اس رسم کے چھوڑنے کا معاہدہ لیا جاتا تھا، ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت ام عطیہؓ سے یہ معاہدہ لینا چاہا تو بولین "فلان خاندان نے زمانۂ جاہلیت مین ہمارے مُردے پر نوحہ کیا ہے مجھے اس کا معاوضہ کرنا ضروری ہے" چنانچہ آپ نے انکو اسکی اجازت دیدی[4]

محبت اولاد | صحابیات بچون سے نہایت محبت رکھتی تھین، ایک بار ایک صحابی نے بی بی کو طلاق دی، اور بچے کو اُس سے لے لینا چاہا وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ "میرا پیٹ اُسکا ظرف، میری چھاتی اوس کا مشکیزہ، اور میری گود اُسکا گہوارہ تھا، اور

[1] بخاری کتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت زینبؓ [3] ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی التعزیۃ [4] مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ

اب اوسکے باپ نے مجھے طلاق دیدی، اور اوسکو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے،" آپ نے فرمایا جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو[1] اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا لیکن اس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین، چنانچہ خود رسول اللہ صلعم نے اونکی اس خصوصیت کی مدح فرمائی

نعم النساء نساء قریش۔ احناھن علی الولد	قریش کی عورتین کسقدر اچھی ہین بچون سے محبت رکھتی ہین
وارعاھن علی الزوج[2]	اور شوہرون کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہین

بھائی بہن سے محبت | صحابیات اپنے بھائیون اور بہنون سے نہایت محبت رکھتی تھین، حضرت عبداللہ بن ابی بکر کا مقام حبش مین انتقال ہوا اور لاش مکہ مین دفن ہوئی، تو حضرت عائشہؓ فرط محبت سے اُن کی قبر تک آئین، اور ایک مشہور مرثیہ کے یہ اشعار پڑھے،

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ — من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

اور ہم دونون ایک مدت تک جذیمہ کے دونون ہمنشینون کی طرح ساتھ رہے یہانتک کہ لوگون نے کہا کہ ان مین کبھی جدائی نہ ہوگی

فلما تفرقنا کانی ومالکا — بطول اجتماع لم نبت لیلۃ معا[3]

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہین کی تھی

حضرت حمزہ غزوہ احد مین شہید ہوئے تو اُنکی بہن حضرت صفیہؓ آئین، کہ مقتل مین اُنکا پتہ لگائین لیکن لوگون نے اُنکی پریشانی کے خیال سے نہین بتایا، بالآخر رسول اللہ صلعم کے پاس

---

[1] ابوداؤد کتاب الطلاق باب من احق بالولد [2] بخاری کتاب النکاح [3] ترمذی کتاب الجنائز باب ما جاء فی الزیارۃ للقبور للنساء

آئین، توآپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہین اُنکی عقل نہ جاتی رہے، اسلئے اُنکے سینے پر ہاتھ رکھا، تو اُنھون نے انا اللہ پڑھا اور رونے لگین[1]

حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو تمام عورتین رونے لگین، حضرت فاطمہؓ اُنکی قبر کے پاس روتی تھین، تو رسول اللہ صلعم ہاتھون سے اُنکے آنسو پوچھتے تھے[2]

حمایت والدین صحابیات والدین کی حمایت سے سخت سے سخت موقعون پر بھی اغماض نہین کرتی تھین، ایک بار کفار نے حالت نماز مین رسول اللہ صلعم کی گردن مین اُونٹ کی اوجھ ڈالدی حضرت فاطمہؓ دوڑ کے آئین، اُسکو آپ کی گردن سے نکال کے پھینکدیا اور کفار کو بُرا بھلا کہا[3]

پرورش یتامی یتیمون کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے، حدیث شریف مین آیا ہے

انا وکافل الیتیم کھاتین فی الجنۃ
ہم اور یتیمون کی پرورش کرنے والے جنت مین اس قدر قریب ہونگے جسقدر یہ دونون اونگلیان قریب ہین،

اسلئے صحابیات یتیمون کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھین، حضرت زینبؓ متعدد یتیمون کی پرورش کرتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور پوچھا کہ "مین اپنے شوہر اور ان یتیمون پر صدقہ کرون تو جائز ہے؟" ایک دوسری صحابیہ بھی اسی غرض سے در دولت پر کھڑی تھین، حضرت بلالؓ نے اطلاع کی تو آپ نے فرمایا "کہ اسکا دوہرا ثواب ملے گا ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا[4]"

حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابوبکر کے بچے یتیم ہوگئے تو حضرت عائشہؓ اُن کی پرورش

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمزہؓ [2] مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ ۳۵۱ [3] بخاری کتاب الصلوۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئا من الاذی [4] بخاری کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ علی الزوج والایتام فی الحجر

فرماتی تھین[1]

یتیمون کے مال کی نگہداشت خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید مین یتیمون کے مال کی حفاظت ونگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے، وابتلوا الیتمیٰ حتی اذا بلغوا النکاح الخ اس بنا پر صحابیات نہ صرف انکے مال کی حفاظت کرتی تھین، بلکہ اُسکو ترقی دیتی تھین حضرت عائشہ رضؓ یتیمون کے مال لوگون کو دے دیتی تھین کہ تجارت کے ذریعہ سے اسکو ترقی دین[2]

بچون کی پرورش صحابیات بچون کی پرورش مین اپنے عیش وآرام کو بھی فراموش کردیتی تھین حضرت ام سلیم رضؓ بیوہ ہوئین تو حضرت انس بن مالکؓ بچے تھے اسلیئے اُنھون نے یہ عزم بالجزم کرلیا کہ جب تک انکی نشوونما کامل طور پر نہ ہوجائیگی وہ دوسرا نکاح نہ کرینگی چنانچہ حضرت انسؓ خود سپاسگزارانہ لہجے مین اعتراف کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ میری مان کو جزائے خیر دے کہ اُس نے میری ولایت کا حق ادا کیا[3]

رسول اللہ صلعم صحابیات کو دنیا کی تمام چیزون سے زیادہ محبوب تھے لیکن باایں ہمہ جب آپ نے حضرت ام ہانی رضؓ سے نکاح کا پیغام دیا تو اُنھون نے معذرت کی کہ" یارسول اللہ آپ مجھے میری آنکھون سے بھی زیادہ عزیز ہین لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہے اسلیئے مجھے خوف ہے کہ اگر مین شوہر کا حق ادا کرون گی تو بچون کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑیگی اور اگر بچون کی پرورش مین مصروف رہون گی تو شوہر (یعنی آپ کا اگر نکاح کرلونگی) کا حق ادا نہ کرسکون گی[4]

---

[1] موطائے امام مالک کتاب الزکوۃ باب الازکوۃ فیہ من الحلی والتبر والعنبر[2] موطائے امام مالک کتاب الزکوۃ اموال الیتامی والتجارۃ فیہا[3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم رضؓ[4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام ہانی رضؓ

شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت

زن و شو کے معاشرتی تعلقات پر اسکا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال و اسباب اور گھربار کی حفاظت کرے اور صحابیات میں عموماً یہ دیانت پائی جاتی تھی حضرت اسما بنت ابی بکرؓ کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی وہ گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا اور کہا کہ اپنے سایۂ دیوار کے نیچے مجھکو سودا بیچنے کی اجازت دیجیے، وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئیں فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھیں لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں" بولیں اگر میں اجازت دیدوں اور زبیرؓ انکار کردیں تو مشکل پڑیگی زبیرؓ کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے سوال کرو" وہ اسی حالت میں آیا اور کہا "یا ام عبداللہ میں محتاج آدمی ہوں آپ کی دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں" بولیں "تمکو مدینہ میں میرا ہی گھر ملتا تھا" حضرت زبیرؓ نے کہا "تمھارا کیا بگڑتا ہے جو ایک محتاج کو بیع و شرا سے روکتی ہو" وہ تو چاہتی ہی تھیں اجازت دیدی[1] وہ نہایت فیاض تھیں اسلیے صدقہ و خیرات کرنا بہت پسند کرتی تھیں لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال میں بلا اجازت تصرف نہیں کرسکتی تھیں مجبوراً رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا کہ میں زبیرؓ کی مال میں سے کچھ صدقہ کروں تو کیا کوئی گناہ کی بات ہے؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہوسکے دو[2] ایک دفعہ رسول اللہ صلعم نے عورتوں سے بیعت لی تو انمیں ایک خاتون اُٹھیں اور کہا کہ "ہم اپنے باپ، بیٹے، اور شوہر کے محتاج ہیں انکے مال میں سے ہمارے لیے کسقدر لینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اُسقدر کہ کھا پی لو اور ہدیہ دو[3]"

---

[1] مسلم کتاب الادب باب جواز ارداف المرأة الاجنبیة اذا اعیت فی الطریق [2] مسلم کتاب الزکوة باب الحث علی الصدقة ولو بالقلیل [3] ابوداؤد کتاب الزکوة باب المرأة تصدق من بیت زوجہا

اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا لیکن اس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اُنکی اس خصوصیت کو ان الفاظ مین نمایان کیا

نعم النساء نساء قریش احناھن علی الولد	قریش کی عورتین کسقدر اچھی ہین بچون سے محبت رکھتی
وارعاھن علی الزوج	ہین اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی کرتی ہین

شوہر کی رضاجوئی صحابیات اپنے شوہرون کی رضامندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھین، حضرت حولاءؓ عطر فروش تھین، ایک بار حضرت عائشہؓ کی خدمت مین آئین اور کہا کہ مین ہر رات کو خوشبو لگاتی ہون بناؤ سنگار کرکے دلہن بن جاتی ہون "اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جاکر سو رہتی ہون لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہین ہوتے اور منھ پھیر لیتے ہین پھر انکو متوجہ کرتی ہون اور وہ اعراض کرتے ہین" رسول اللہ صلعم آئے تو آپ سے بھی اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا "جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو"[1]

ایک روز آپ نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ مین چاندی کے چھلے دیکھے تو فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ بولین مین نے اسکو اسلیے بنایا ہے کہ آپ کے لیے بناؤ سنگار کرون[2]

ایک صحابیہ آپکی خدمت مین حاضر ہوئین اُنکے ہاتھ مین سونے کے کنگن تھے آپ نے انکے پہننے سے منع فرمایا بولین "اگر عورت شوہر کے لیے بناؤ سنگار نکرے گی تو اس کی نگاہ سے گرجائے گی[3]

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت حولاءؓ، [2] ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب الکنز ماہو و زکوۃ الحلی [3] نسائی کتاب الزینۃ

شوہر کی محبت

صحابیات اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں، حضرت زینبؓ کی شادی ابو العاص سے ہوئی تھی وہ حالت کفر میں تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آگیا اور وہ گرفتار ہو گئے، رسول اللہ صلعم نے اسیران جنگ کو فدیہ لیکر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینبؓ نے اپنا ایک یادگار ہار جسکو حضرت خدیجہؓ نے انکو رخصتی کے وقت دیا تھا ابو العاص کے فدیہ میں بھیجدیا[1]

حضرت حمنہ بنت جحشؓ کو اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو فرط محبت سے چیخ اٹھیں[2]

حضرت عمرؓ کو اہل وعیال کے ساتھ بہت زیادہ شغف نہ تھا تاہم انکی بی بی حضرت عاتکہؓ روزے کے دنوں میں بھی فرط محبت سے انکے سر کا بوسہ لیتی تھیں[3]

حضرت عاتکہؓ کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ سے نہایت محبت تھی چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عاتکہؓ نے ایک پُر درد مرثیہ لکھا جسکا ایک شعر یہ ہے

فآلیت لا تنفک عینی حزینة — علیک ولا ینفک جلدی اغبرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ — ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلودہ رہے گا

اسکے بعد حضرت عمرؓ نے اُن سے شادی کی، دعوت ولیمہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شریک تھے اُنھوں نے عاتکہ کو یہ شعر یاد دلایا تو رو پڑیں، حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو اُنکا بھی نہایت پُر درد مرثیہ لکھا اسکے بعد اُن سے حضرت زبیرؓ نے شادی کی اور وہ بھی شہید ہوئے، تو عاتکہ نے اُنکا بھی مرثیہ لکھا[4]

---

[1] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فداء الاسیر بالمال [2] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی البکاء علی المیت

[3] موطا کتاب الصیام باب ما جاء فی الرخصۃ فی القبلۃ للصیام [4] اسد الغابہ تذکرہ عاتکہ بنت زید

شوہر کی خدمت | صحابیات شوہر کی خدمت نہایت دلسوزی کے ساتھ کرتی تھیں، رسول اللہ صلعم کمال طہارت کیوجہ سے مسواک کو بار بار دھلوالیا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہؓ ادا فرماتی تھیں[1] ایک بار آپ کمل اوڑھ کر مسجد میں آئے، ایک صحابی نے کہا "رسول اللہ اسپر دھبہ نظر آتا ہے، آپ نے اُسکو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجدیا حضرت عائشہؓ نے کٹورے مین پانی منگایا، خود اپنے ہاتھ سے دھویا، اور خشک کیا، اسکے بعد آپ کے پاس بھیجدیا[2] جب رسول اللہ صلعم احرام باندھتے یا احرام کھولتے تھے تو حضرت عائشہؓ جسم مبارک مین خوشبو لگاتی تھین[3]

جب آپ خانۂ کعبہ کو ہدے بھیجتے تھے تو وہ اُنکے گلے کا قلادہ بٹتی تھین[4]

صحابہ کرام جب تمام دنیا کی خدمت و اعانت سے محروم ہو جاتے تھے تو اس بیکسی کی حالت مین صرف اُنکی بی بیان اُنکا ساتھ دیتی تھین، رسول اللہ صلعم تخلف غزوہ تبوک کی بنا پر حضرت بلال بن امیہؓ سے ناراض ہوئے اور اخیر مین تمام مسلمانون کی طرح اُنکی بی بی کو بھی تعلقات کے منقطع کرلینے کا حکم دیا تو وہ حاضر خدمت ہوئین اور کہا کہ "وہ بوڑھے آدمی ہین اُنکے پاس نوکر چاکر نہین، اگر مین اُنکی خدمت کرون تو آپ ناپسند فرمائین گے" ارشاد ہوا "نہین"[5]

عورت کتنے ہی اطاعت گذار اور فرمانبردار ہو لیکن اگر اوس سے تعلقات منقطع کرلیے جائین تو وہ شوہر کی طرف مائل نہین ہو سکتی لیکن صحابیات نے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا ایک صحابی نے اپنی بی بی سے ظہار کیا یعنی ایک مدت معینہ کے لیے اُنکو اپنے اوپر حرام کرلیا، تاہم اس حالت مین بھی وہ اُنکی خدمت گزاری مین مصروف رہتی تھین

[1] ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب غسل السواک [2] ابو داود باب الاعادہ من النجاسۃ یکون فی الثوب [3] ابو داؤد کتاب المناسک باب الطیب عند الاحرام [4] ابو داؤد کتاب المناسک باب من بعث بھدیہ [5] بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک

طرزِ معاشرت

غربت و افلاس ابتدائے اسلام مین صحابیات نہایت فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھین جسکا اثر انکے لباس، مکان، اثاث البیت، اور سامان آرائش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا

لباس صحابیات کو کپڑون کی نہایت تکلیف تھی، حضرت فاطمہؓ جگر گوشۂ رسول کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار اُنھون نے رسول اللہ صلعم کے سامنے ادب و حیا سے جسم کے ہر حصے کو چھپانا چاہا لیکن ناکامیابی ہوئی، سر ڈھکتی تھین تو پاؤن کھل جاتے تھے، پاؤن ڈھکتی تھین تو سر کھل جاتا تھا[1]

بعض صحابیات کو تو چادر بھی میسر نہ تھی، رسول اللہ صلعم نے صحابیات کو عیدگاہ مین جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ نے کہا اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ ارشاد ہوا کہ اسکو دوسری عورت اپنی چادر اُوڑھائے[2]

شادی بیاہ مین دولھن کے لیے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنواتا ہے، لیکن صحابیات کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی، شادی بیاہ مین جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اسکو مستعار منگا لیتی تھی[3]

مکان غربت و افلاس کی وجہ سے صحابیات کے مکانات نہایت مختصر، پست، اور کم حیثیت ہوتے تھے

---

[1] ابو داؤد کتاب اللباس باب فی العبد ینظر الی شعر مولاتہ [2] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی خروج النساء فی العیدین [3] بخاری الہبۃ باب الاستعارۃ للعروس عند البناء

تھے، گھرون مین جائے ضرورت تک نہ تھی[1]، اسلیے راتون کو صحرا مین جانا پڑتا تھا اور دروازون پر پردے نہ تھے[2]، راتون کو جلانے کے لیے چراغ تک میسر نہ تھا[3]

اثاث البیت | صحابیات کے گھرون مین نہایت مختصر سامان ہوتے تھے، یہان تک کہ میان بی بی دونون کے لیے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا[4] اور وہ بھی کھجور کے پتون سے بنایا جاتا تھا

زیورات | صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھین، احادیث کی کتابون کے تتبع و استقرا سے صرف بازوبند، کڑے، بالی، ہار، انگوٹھی، اور چھلے کا پتہ چلتا ہے، لونگ کا ہار بھی پہنتی تھین، جنکو عربی مین سخاب کہتے ہین، حضرت عائشہؓ کا جو ہار ایک سفر مین گم گیا تھا وہ مہرہ یمانی کا تھا[5]

سامان آرائش | صحابیات سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھین، زچہ خانہ سے نکلتی تھین تو منھ پر ورس (ایک قسم کی سُرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھین، کہ چہرے کے داغ دھبے مٹ جائین[6] خوشبو مین زعفران، عطر اور مسک کا استعمال کرتی تھین، مسک ایک قسم کی خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے

اپنا کام خود کرنا | صحابیات خانہ داری کے کامون کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھین، اور اس مین محنت سے سخت تکلیفین برداشت کرتی تھین، حضرت فاطمہؓ رسول اللہ کی محبوب ترین صاحبزادی تھین، لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھون مین چھالے پڑ گئے تھے، مشکیزون

---

[1] بخاری قصۃ الافک [2] ابوداؤد کتاب الادب باب الاستیذان فی العورات الثلاث [3] صحیح بخاری [4] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الرجل یصیب منہا مادون الجماع [5] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی التیمم [6] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی وقت النفساء

مین پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہوگیا تھا، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہوگئے تھے[1]

ازواج مطہرات باری باری گھر کا کام دھندا خود کرتی تھین، ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی، جو پیسے اُسکی روٹی پکائی، اور رسول اللہ صلعم کا انتظار شروع کیا، آپ کے آنے مین دیر ہوگئی تو سوگئین، آپ آئے تو جگایا[2] حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھین، اور اُنکی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی، وہ اسقدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر مین کچھ نہ تھا، حضرت اسماءؓ خود باغون مین جاجا کر گھوڑے کے لیے گھاس لاتی تھین، حضرت ابوبکرؓ نے سائیس کے لیے ایک غلام بھیجا تو اُنھون نے اس خدمت سے نجات پائی، رسول اللہ صلعم نے حضرت زبیرؓ کو ایک قطعہ زمین بطور جاگیر کے دیا تھا جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا، حضرت اسماءؓ روز وہان جاتین اور وہان سے کھجور کی گٹھلیان اپنے سر پر لاتین، اور انکو کوٹ کر اُنکی پانی کھینچنے والی اُونٹنی کو کھلاتین،

گھر کے معمولی کاروبار انکے علاوہ تھے، خود پانی لاتین، مشک پھٹ جاتی تو اُسکو سیتین، آٹا گوندھتین، روٹی پکاتین[3] گھر کے کام دھندے کے علاوہ صحابیات بعض صنعتی کام بھی کرتی تھین، حضرت سودہؓ طائف کی اوڑھنی بناتی تھین جسکی وجہ سے اُنکی مالی حالت تمام ازواج مطہرات سے بہتر رہتی تھی[4] بعض صحابیہ کپڑے بنتی تھین[5]

پردہ عہد نبوت مین اگرچہ اس زمانہ کا سا سخت پردہ رائج نہ تھا تاہم عورتین بالکل بے پردہ اور آزاد بھی نہ تھین

---

[1] ابوداؤد کتاب الخراج والامارة باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربی [2] ادب المفرد باب لا یوذی جارہ [3] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المرأة الاجنبیة اذا اعیت فی الطریق و بخاری کتاب النکاح [4] اسد الغابہ تذکرہ فلیہ، [5] بخاری کتاب البیوع باب النساج

محفہ مین سفر کرتی تھین[1] نقاب پوش رہتی تھین[2] اور غیر محرم سے پردہ کرتی تھین حضرت عائشہ رض
فرماتی ہین کہ حجۃ الوداع کے زمانے مین جب لوگ ہمارے سامنے سے گذرتے تھے تو ہم چہرے پر
چادر ڈال لیتے تھے لوگ گذر جاتے تھے تو پھر مُنھ کھول دیتے تھے[3]

ایک بار حضرت افلح بن ابی القعیس رض حضرت عائشہ رض کی ملاقات کو آئے وہ پردہ مین چھپ
گئین بولے "تم مجھ سے پردہ کرتی ہو مین تو تمہارا چچا ہون" بولین کیونکر؟ بولے "میرے بھائی کی بی بی
نے تمکو دودھ پلایا ہے" بولین "مرد نے تو دودھ نہین پلایا"[4]

ایک صحابیہ کا بیٹا شہید ہوا وہ نقاب پہن کر آپکی خدمت مین حاضر ہوئین صحابہ کرام نے انکو
دیکھکر کہا بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پوش ہوکر؟ بولین مین نے اپنے بیٹے کو
کھویا ہے شرم و حیا کو تو نہین کھویا[5]

ہمارے زمانے مین پردہ ایک رسمی چیز ہے مثلاً ایک عورت کسی محرم سے رسماً پردہ کرتی
ہے تو اس سے لازمی طور پر ہمیشہ پردہ کریگی لیکن دو چار بار کسی نامحرم کے سامنے آنے کا اتفاق
ہو گیا تو پھر اسکے لیے پردہ کے تمام قیود ٹوٹ جائینگے لیکن صحابیات رسمی پردے کی پابند نہ تھین
انکا پردہ بالکل شرعی تھا اگر شریعت اجازت دیتی تھی تو وہ ایک شخص کے سامنے آتی تھین اور
جب شرعی موانع پیدا ہو جاتے تھے تو اس سے پردہ کرنے لگتی تھین حضرت عائشہ رض کا مذہب ہے کہ
غلامون سے پردہ ضروری نہین اسلیے وہ حضرت ابو عبداللہ سالم رض کے سامنے جو نہایت متدین غلام
تھے آتی تھین اور ان سے بے تکلف باتین کرتی تھین ایک دن وہ آئے اور کہا کہ خدا نے آج مجھے آزاد کر دیا
اب وہ غلام باقی نہین رہا اسلیے حضرت عائشہ رض نے پردہ گروا دیا اور عمر بھر انکے سامنے نہ ہوئین[6]

[1] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی الصبی یحج
[2] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی المحرم
[3] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی المحرمۃ تغطی وجہہا
[4] ابوداؤد کتاب النکاح باب فی لبن الفحل
[5] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم علی غیرہم من الامم
[6] نسائی کتاب الطہارۃ باب مسح المرأۃ راسہا

معاملات

ادائے قرض کا خیال | حضرت عائشہؓ اکثر قرض لیا کرتی تھیں، اُن سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیوں لیتی ہیں؟ بولیں کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اپنی جانب سے اوسکے لیے مددگار مقرر کر دیتا ہے تو میں اُسی مددگار کی جستجو کرتی ہوں[1]

قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا | حضرت ام سلمہؓ نے ایک غلام کو مکاتب بنایا، اُس نے جب بدل کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس میں کچھ کمی کر دیجیے، انھوں نے کم کر دیا[2]

تقسیم وراثت میں دیانت | حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ پر کھجور کے چند درخت ہبہ کیے تھے لیکن ابتک اونکا قبضہ نہیں ہوا تھا، اسلیے ہبہ ناکمل تھا، حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہونے لگا تو کہا کہ "بیٹی میں نے تم پر جو درخت ہبہ کیے تھے اگر تمھارا ان پر قبضہ ہو جاتا تو وہ تمھاری ملک ہو جاتے لیکن آج وہ میرے ترکے میں شامل ہیں، اب جسکے وارث تمھارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں اسلیے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کر لو، حضرت عائشہؓ بولیں کہ اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو میں چھوڑ دیتی[3]

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۹۹ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ صالح بن سرحس [3] موطائے امام مالک کتاب الاقضیہ باب مالا یجوز من النحل

خدمات

سیاسی خدمات مین صحابیات کی کوئی قابل الذکر خدمت نہین ہے، صرف اصابہ تذکرہ شفار بنت عدویہ مین اسقدر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ انکی راے کو مقدم سمجھتے تھے، انکی عزت کرتے تھے اور بازار کی بعض خدمتین بھی اُن سے متعلق کی تھین لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے جنکی تفصیل ذیل کے عنوانات سے معلوم ہوگی

مذہبی خدمات

اشاعت اسلام

مذہبی خدمات مین اشاعت اسلام سب سے اہم ہے اور اس مین ابتدائے اسلام ہی سے صحابیات کی مساعی جمیلہ کا کافی حصہ شامل ہے، چنانچہ حضرت ام شریکؓ ایک صحابیہ تھین جو آغاز اسلام مین مخفی طور پر قریش کی عورتون کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھین قریش کو انکی مخفی کوششون کا حال معلوم ہوا تو اونکو مکہ سے نکال دیا[1]

ایک غزوہ مین صحابہ کرام پیاس سے بیتاب ہوکر پانی کی تلاش مین نکلے تو حسن اتفاق سے ایک عورت مل گئی جسکے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا صحابہ اوسکو رسول اللہ صلعم کی خدمت مین لائے، اور آپ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا، اگرچہ آپ نے اُسیوقت اوسکو پانی کی قیمت دلوادی تاہم صحابہ کرام پر اُسکے احسان کا یہ اثر تھا کہ جب اوس عورت کے گانون کے آس پاس حملہ کرتے تھے تو خاص اوسکے گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے، اوس پر صحابہ کرام کی اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا کہ اُس نے اپنے تمام خاندان کو قبول اسلام پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب مسلمان

---

[1] اسدالغابہ تذکرہ حضرت ام شریک رضہ

ہو گئے[1]

حضرت ام حکیم بنت الحارث رضؓ کی شادی عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی، وہ خود تو فتح مکہ کے دن اسلام لائین لیکن انکے شوہر بھاگ کر یمن کو چلے آئے، حضرت ام حکیم رضؓ نے یمن کا سفر کیا اور انکو دعوت اسلام دی، وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ دیکھکر خوشی سے اچھل پڑے[2]

حضرت ابو طلحہ رضؓ نے حالت کفر مین حضرت ام سلیم رضؓ سے نکاح کرنا چاہا، لیکن اُنھون نے کہا کہ تم کافر ہو اور مین مسلمان نکاح کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر اسلام قبول کر لو تو وہی میرا مہر ہوگا، اسکے سوا تم سے کچھ نہ مانگون گی، چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام ہی انکا مہر قرار پایا[3]

نومسلمون کا تکفل | ابتدائے اسلام مین جو لوگ اسلام لاتے تھے اونکو مجبوراً اپنے گھر بار اہل وعیال اور مال وجائداد سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا، اس بنا پر اوسوقت اشاعت اسلام کے ساتھ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ان نومسلمون کی کفالت کی جائے اور صحابیات اس مین نمایان حصہ لیتی تھین، چنانچہ حضرت ام شریک رضؓ کا گھر ان نومسلمون کے لیے گویا مہمان خانہ بنگیا تھا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضؓ کو انکے یہان صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہین دی کہ اُنکے گھر مین مہمانون کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہین ہو سکتا تھا[4] حضرت درہ بنت لھب بھی نہایت فیاض تھین اور مسلمانون کو کھانا کھلایا کرتی تھین[5]

---

[1] بخاری کتاب الغسل باب الصبر الطیب وضوء المسلم [2] موطاء امام مالک کتاب النکاح باب نکاح المشرک اذا اسلمت زوجتہ قبلہ [3] اسد الغابۃ تذکرہ حضرت زید بن سہل بن اسود رضؓ [4] مسلم کتاب الطلاق باب المطلقۃ ثلاثاً لا نفقۃ لھا وکتاب الفتن واشراط الساعۃ باب فی خروج الدجال [5] اصابۃ تذکرہ درہ

خدمت مجاہدین | جس طرح صحابہ کرام بہ شوق غزوات مین شریک ہوتے تھے، اسی طرح صحابیات بھی خدا کی راہ مین اُن سے پیچھے نہین رہنا چاہتی تھین، اُنکے لیے سب سے زیادہ موزون کام زخمیون کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے آرام وآسائش کا سامان بھم پہونچانا تھا، اور وہ اس خدمت کو نہایت خلوص اور دلسوزی سے انجام دیتی تھین غزوہ خیبر مین متعدد صحابیات شریک جہاد ہوئین، رسول اللہ صلعم کو اُنکا حال معلوم ہوا تو ناراضی کے لہجے مین پوچھا کہ تم کس کے ساتھ اور کسکی اجازت سے آئی ہو؟ بولین یا رسول اللہ "ہم اُون کاتتی ہین اور اُس سے خدا کی راہ مین اعانت کرتے ہین" ہمارے ساتھ زخمیون کے دوا علاج کا سامان ہے، لوگون کو تیر اُٹھا اُٹھا کے دیتے ہین اور ستو گھول گھول کر پلاتے ہین[1]

حضرت ام عطیہ رضہ ایک صحابیہ تھین جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات لڑائیون مین شریک ہوئین، وہ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھین، کھانا پکاتی تھین، مریضون کی مرہم پٹی کرتی تھین[2]

غزوہ احد مین خود حضرت عائشہ رضہ شریک تھین اور وہ اور حضرت ام سلیم رضہ اپنی پیٹھ پر مشک لاد لاد کے لاتی تھین اور لوگون کو پانی پلاتی تھین[3]

حضرت ربیع بنت مسعود رضہ کا بیان ہے کہ ہم سب غزوات مین شریک ہوتے تھے، پانی پلاتے تھے، مجاہدین کی خدمت کرتے تھے اور مدینہ تک زخمیون اور لاشون کو اوٹھا اوٹھا کے دیتے تھے[4]

---

[1] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی المرأۃ والعبد یحذیان من الغنیمۃ [2] مسلم کتاب الجہاد باب النساء الغازیات یرضخ لہن ولا یسہم والنہی عن قتل صبیان اہل الحرب [3] مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال [4] بخاری کتاب الجہاد باب رد النساء الجرحی والقتلی

حضرت رفیدہؓ نے مسجد نبوی مین ایک خیمہ کھڑا کر رکھا تھا جو لوگ زخمی ہوکر آتے تھے وہ اسی خیمے مین اُنکا علاج کرتی تھین، چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ غزوہ خندق مین زخمی ہوئے تو اُن کا علاج اسی خیمہ مین کیا گیا[1]

صحابیات کی یہ خدمات خود صحابہ کرام کے زمانہ مین نہایت قابل قدر خیال کی جاتی تھین اور خود خلفا بھی اُن کا لحاظ رکھتے تھے چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے مدینہ کی عورتون مین چادر تقسیم فرمائی ایک عمدہ چادر رہگئی تو کسی نے کہا کہ "اپنی بی بی ام کلثوم کو دیدیجیے" بولے "ام سلیط اسکی زیادہ مستحق ہین کیونکہ وہ غزوہ احد مین مشک بھر بھر کے پانی لاتی تھین اور ہمکو پلاتی تھین[2]"

خدمات مساجد | صحابیات مساجد کی صفائی مین نہایت اہتمام کرتی تھین، ایک بار کسی نے مسجد نبوی مین تھوک دیا تھا، رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو اسقدر برہم ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، ایک صحابیہ اُٹھین اوسکو مٹادیا، اور اُس جگہ خوشبو لگائی، آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوب کام کیا[3]

ایک صحابیہ تھین جو ہمیشہ مسجد نبوی مین جھاڑو دیا کرتی تھین، یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ رسول اللہ صلعم نے اُسکی نہایت قدر فرمائی چنانچہ جب اُنکا انتقال ہوا تو صحابہ کرام نے اُنکو راتون رات دفن کر دیا، اور آپ کو اسکی اطلاع نہ دی، آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے کیون نہین خبر کی؟ بولے "حضور استراحت فرما رہے تھے ہم نے تکلیف دینا گوارا نہین کیا[4]"

---

[1] اصابہ تذکرہ رفیدہؓ [2] بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو [3] نسائی کتاب الصلوۃ باب تخلیق المسجد [4] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی الصلوۃ علی القبر

بدعات کا استیصال بدعت مذہب کے لیے بمنزلہ گھن کے ہے، اسلیے باثر صحابیات ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھین کہ نخل اسلام مین یہ گھن نہ لگنے پائے مثلاً مسلمانون مین غلاف کعبہ کی جو عزت و حرمت قائم ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے تو پُرانا غلاف چرا چھپا کر، خادمون کو کچھ دے دلا کر لے لیتے ہین اُسکو تبرک سمجھکر لے آتے ہین، اور اوسکو مکانون مین رکھتے ہین، دوستون کو بہ طور سوغات کے تقسیم کرتے ہین، قرآن مین رکھتے ہین، مسجدون مین لٹکاتے ہین، اور مریض کو اُس سے ہوا دیتے ہین لیکن قرن اوّل مین یہ حالت نہ تھی، متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا کہ غلاف کو زمین مین دفن کر دیتا تھا، کہ وہ ناپاک انسانون کے کام کا نہ رہے، شیبہ بن عثمان نے جو اس زمانہ مین کعبہ کے کلید بردار تھے، حضرت عائشہؓ سے اس واقعہ کو بیان کیا تو اُنھون نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے، خدا اور رسول نے اسکا حکم نہین دیا اور ممکن ہے کہ آیندہ اس سے سوء اعتقاد اور بدعات کا سرچشمہ پھوٹے، اسلئے شیبہ سے کہا کہ "یہ تو اچھی بات نہین، تم بُرا کرتے ہو جب غلاف کعبہ سے اُتر گیا اور کسی نے اوسکو ناپاکی کی حالت مین استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہین، تم کو چاہیے کہ اوسکو بیچ ڈالا کرو اور اُسکی قیمت غریبون اور مسافرون کو دے دیا کرو"[1]

احتساب جو چیز مذہب واخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے، شریعت کی اصطلاح مین اُسکا نام احتساب ہے، اور خود رسول اللہ صلعم نے اُسکے تین درجے مقرر فرما دئے ہین،

من رای منکم منکرا فلیغیر بیدہ فان	تم مین سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اوسکو اپنے ہاتھ سے
لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع	مٹا دے اگر اسمین اوسکی طاقت نہین ہے تو زبان سے اسکا

[1] عین الاصابہ بحوالہ سنن بیہقی۔

فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان۔ انکار کرے اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو دل سے اسکو برا سمجھے، اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

اور باثر صحابیات نے پہلے دونون طریقون سے اس مذہبی خدمت کو انجام دیا ہے، ایک دفعہ حضرت عائشہ رض ایک گھر مین مہمان اُترین میزبان کی دو لڑکیون کو جو جوان ہو چلی تھین دیکھا کہ بے چادر اُوڑھے نماز پڑھ رہی ہین تاکید کی کہ آیندہ کوئی لڑکی چادر اُوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے رسول اللہ صلعم نے یہی فرمایا ہے[۱]

ایک دفعہ اُنکے بھائی عبدالرحمان بن ابی بکر اُنکے پاس آئے اور معمولی طور پر جھٹ پٹ وضو کرکے چلے، حضرت عائشہ رض نے ٹوکا کہ عبدالرحمن وضو اچھی طرح کیا کرو، رسول اللہ صلعم کو مین نے کہتے ہوئے سُنا ہے کہ وضو مین جو عضو نہ بھیگے اُسپر جہنم کی پھٹکار ہو[۲]

ایک بار اُنھون نے ایک عورت کو دیکھا کہ اُسکی چادر مین صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے ہین دیکھنے کے ساتھ ڈانٹا کہ یہ چادر اُتار دو رسول اللہ صلعم ایسے کپڑون کو دیکھتے تھے تو پھاڑ ڈالتے تھے[۳]

ایک بار اُنکی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئین دیکھنے کے ساتھ ہی غصہ سے دوپٹہ کو چاک کر دیا پھر فرمایا تم نہین جانتین کہ سورہ نور مین خدا نے کیا احکام نازل فرمائے ہین؟ اسکے بعد گاڑھے کا دوسرا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا[۴]

اخلاقی خدمات

نردبازی کی روک ٹوک فتوحات عجم کے بعد عرب مین نردبازی، شطرنج بازی اور مرغ بازی وغیرہ

[۱] مسند جلد ۶ صفحہ ۹۶ و [۲] مسند جلد ۶ صفحہ ۲۰۵ [۳] مسند جلد ۶ صفحہ ۲۲۵ و ۱۴۰ [۴] موطاء امام مالک کتاب اللباس

کا رواج ہوا تو صحابیات نے اس پر شدت کے ساتھ دارو گیر کی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین کچھ کرایہ دار رہتے تھے اونکی نسبت اونکو معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہین تو سخت برافروختہ ہوئین، اور کہلا بھیجا کہ اگر نرد کے گوٹیون کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دو گے تو مین اپنے گھر سے نکلوا دونگی[1]

شراب خواری کی روک ٹوک | فتح عجم کے بعد اہل عرب شراب کے جدید اقسام و نام سے آشنا ہوئے جن مین ایک باذق تھا (یعنی بادہ) چونکہ عربی مین شراب کو خمر کہتے ہین، اور اسکا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے اس بنا پر لوگون کو شبہہ تھا کہ ان شرابون کا کیا حکم ہے؟ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مجلس مین بالاعلان کہدیا کہ شراب کے برتنون مین چھوارے تک نہ بھگوے جائین پھر عورتون کی طرف خطاب کرکے کہا، اگر تمھارے مٹکون کے پانی سے بھی نشہ آئے تو وہ بھی حرام ہے، رسول اللہ صلعم نے ہر منشی چیز کو منع فرمایا ہے[2]

مصنوعی بال اگانے کی ممانعت | قدیم زمانہ مین یہودیہ عورتون مین جو بداخلاقیان پھیل گئی تھین ان مین ایک یہ تھی کہ جن عورتون کے بال جھڑ جاتے تھے وہ مصنوعی بال لگا لیتی تھین، لیکن رسول اللہ صلعم نے مسلمان عورتون کو اسکی ممانعت فرمادی تھی، آپکے بعد جب مسلمان عورتون نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیات نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی، چنانچہ ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میری بیٹی دولہن بنی ہے لیکن بیماری سے اسکے بال جھڑ گئے ہین کیا مصنوعی بال جوڑ دون؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے اس قسم کی عورتون پر لعنت بھیجی ہے[3]

---

[1] ادب المفرد باب الادب واخراج الذین یلعبون بالنرد [2] سنن نسائی کتاب الخمر [3] مسند جلد ۶ صفحہ ۱۱۱

علمی خدمات

علم تفسیر | قرآن مجید ایک ایسی مقدس اور ایک ایسی بزرگ ترین کتاب ہو کہ اگر اُسکی ایک آیت بھی کسیکی شان مین نازل ہو جائے تو وہ اس کے شرف کیلیئے کافی ہی، چنانچہ حضرت زینبؓ کے نکاح کے متعلق قرآن مجید کی جو آیت نازل ہوئی تھی اُس پر وہ فخر کیا کرتی تھین،

ایک سفر مین حضرت عائشہؓ کا ایک ہار گم ہوگیا، رسول اللہ صلعم نے اُس کی تلاش مین چند صحابہ کو بھیجا وہ اس کی تلاش مین نکلے تو راستے مین نماز کا وقت آگیا اور ان لوگون نے بغیر وضو کے نماز پڑھی، واپس آئے تو آپ سے اسکی شکایت کی، اس پر آیت تیمم نازل ہوئی، حضرت اسید بن حضیرؓ نے اسکو حضرت عائشہؓ کی بڑی فضیلت سمجھا اور انکی طرف مخاطب ہو کر کہا

جزاك الله خيرا فو الله ما نزل بك	خدا تم کو جزائے خیر دے تمکو کوئی ایسا حادثہ پیش نہین
امر قط الا جعل الله لك منه مخرجا	آیا جس سے خدا نے تمھارے نکلنے کا راستہ نہین بتایا
وجعل للمسلمين فيه بركة [1]	اور مسلمانون کیلئے وہ ایک برکت بنگیا،

حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بی بی حضرت خولہؓ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی،

قد سمع الله قول التي تجادلك،	خدا نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑتی تھی

اس نے اُنکے رتبے کو اسقدر بلند کر دیا تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ مسجد سے آرہے تھے، راہ مین ان سے ملاقات ہوگئی اور انھون نے اُنکو سلام کیا، بولین، اے عمر مین نے تمھارا وہ زمانہ دیکھا ہے جب تم لوگ بازار عکاظ مین عمر کہتے تھے اور اب تو تمھارا لقب امیر المومنین ہی

---

[1] بخاری کتاب النکاح باب استعارۃ الثیاب للعروس وغیرہ،

پس رعایا کے معاملے مین خدا سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الٰہی سے ڈریگا اُس پر بعید قریب ہو جائے گا اور جو موت سے ڈریگا اُسکو فوت ہو جانے کا خوف لگا رہے گا" ایک شخص جو ساتھ مین تھے بولے "بی بی تم نے تو امیر المومنین کو بہت کچھ کہڈالا لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا "جانتے ہو یہ خولہ بنت حکیم ہین اور عبادہ بن صامت کی بی بی ہین اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے اوپر سے اُن کی بات سن لی تھی، پھر عمر کو تو اور سننا چاہیے[1]"

لیکن جس کتاب کی ایک آیت بھی انسانی شرف وعزت کیلئے بس کرتی ہے، اُسکا ایک خاص حصہ صحابیات کے متعلق نازل ہوا ہے، یعنی ایک مستقل سورہ (نساء) خاص طور پر صحابیات کے احکام ومعاملات کے متعلق نازل ہوئی ہے، سورہ نور کی متعدد آئیتین بھی اُنھی کے ساتھ مخصوص ہین، ان کے علاوہ اور بھی متعدد آئیتین اُنکی شان مین نازل ہوئی ہین، اس بناپر اگرچہ ان آیتون اور ان سورتون کے شان نزول، اور اُنکی تفسیر سے اکثر صحابیات کو تعلق ہے تاہم عام طور پر تفسیر کے جو معنے سمجھے جاتے ہین، اور جس معنے کے رو سے ایک شخص مفسر کہا جاسکتا ہے، اُسکے لحاظ سے تمام صحابیات مین صرف حضرت عائشہؓ علم تفسیر مین اکابر صحابہ کی ہمسر ہین[2] اور انھون نے نہایت دقیق آیتون کی تفسیرین کی ہین، اُن سے احادیث کی کتابون مین جو تفسیری روائیتین مذکور ہین، اُنکی دو قسمین ہین، ایک وہ آئیتین ہین جنکے متعلق اُنکے دل مین کوئی بات کھٹکی ہے اور انھون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا ہے، اور آپ نے اُنکی تفسیر کی ہے، مثلاً ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا کہ

---

[1] اصابہ تذکرہ خولہ بنت مالکؓ [2] ماخوذ از سیرت عائشہؓ، سیرت عائشہؓ مین ان تفسیرون کے حوالے بھی مذکور ہین،

من حوسب عذاب قیامت مین جسکا حساب ہوا اُس پر عذاب ہوگیا، حضرت عائشہ رض نے عرض کی یا رسول اللہ خدا تو فرماتا ہے۔

فسوف یحاسب حسابا یسیرا،	اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا

آپ نے فرمایا یہ اعمال کی پیشی ہے لیکن جس کے اعمال مین جرح وقدح شروع ہوئی وہ تو برباد ہی ہوگیا
ایک دفعہ اُنھون نے پوچھا یا رسول اللہ خدا فرماتا ہے

یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات	جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دیجائیگی اور آسمان
وبرزوا للہ الواحد القہار	بھی بدل دیا جائیگا اور تمام مخلوق خدائے واحد قہار کے
....	روبرو ہو جائیگی،

ایک دوسری روایت مین ہے کہ یہ آیت پڑھی

والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ	تمام زمین اُسکی مٹھی مین ہوگی اور آسمان اُسکے ہاتھ
والسموات مطویات بیمینہ ،	مین لپٹے ہونگے

لیکن جب زمین آسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہان ہونگے آپ نے فرمایا صراط پر

قرآن مجید کی ایک آیت ہے،

الذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ	جو لوگ جو کام کرتے ہین خوف زدہ دل سے کرتے ہین
انھم الی ربھم راجعون ،	وہ اپنے خدا کی طرف رجوع کرینگے

حضرت عائشہ کو شک تھا کہ جو چور ہے، بدکار ہے، شرابی ہے، لیکن خدا سے ڈرتا ہے کیا وہ بھی اس سے مراد ہے، تو آپ نے فرمایا نہین عائشہ اس سے وہ مراد ہے جو نماز پڑھتا ہے

روزہ دار ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، اور پھر خدا سے ڈرتا ہے دوسری وہ آیتین ہین جنکے متعلق دوسرں کے دل مین کوئی شبہہ پیدا ہوا، اور انھون نے حضرت عائشہؓ سے اُن کے متعلق سوال کیا ہے جسکا انھون نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے مثلاً

(۱) اعمال حج مین سے ایک کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے، قرآن مجید مین اسکے متعلق حسب ذیل الفاظ ہین،

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن	صفا و مروہ کی پہاڑیان شعائر الٰہی مین سے ہین
حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان	پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ نہین
یطوف بہما،	اگر وہ انکا بھی طواف کرے،

عروہ نے کہا خالہ جان! اسکے تو یہ معنے ہین کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہین فرمایا بھانجے تم نے ٹھیک نہین کہا اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو خدا یون فرماتا لاجناح ان لایطوف بہما اگر انکا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہین، اصل مین یہ آیت انصار کی شان مین نازل ہوئی ہے اوس و خزرج اسلام سے پہلے منات کی جے پکارا کرتے تھے، منات مشلل مین نصب تھا اسلئے صفا اور مروہ کے طواف کو وہ برا جانتے تھے، اسلام لائے تو آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کرتے تھے اب کیا حکم ہے؟ اس پر خدا نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ کا طواف کرو اسمین کوئی مضائقہ کی بات نہین،

ابوبکر بن عبدالرحمن ایک محدث تھے انکو حضرت عائشہؓ کی یہ تقریر معلوم ہوئی تو انھون نے کہا، علم اسکو کہتے ہین“

(۲) قرآن مجید کی ایک آیت ہے......

حتی اذا استائس الرسل وظنوا انھم   یہان تک کہ جب پیغمبر ناامید ہوگئے اور انکو خیال
قد کذبوا جاءھم نصرنا،   ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گئے تو ہماری مدد آگئی

عروہ نے پوچھا کُذِبُوا (جھوٹ بولے گئے یعنی ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) یا کُذِّبوا (وہ جھٹلائے گئے) فرمایا کُذِّبوا (جھٹلائے گئے) عروہ نے کہا اسکا تو انکو یقین ہی تھا کہ وہ جھٹلائے گئے اور انکی قوم نے انکی نبوت کی تکذیب کی یہ ظن اور خیال تو نہ تھا اسلئے کُذِبُوا (ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) صحیح ہے، بولین معاذ اللہ پیغمبران الہی خدا کی نسبت یہ گمان نہین کرسکتے کہ اس نے انسے امداد ونصرت کا جھوٹ وعدہ کیا، عروہ نے پوچھا کہ پھر آیت کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ پیغمبرون کے پیرؤن کے متعلق ہے کہ جب انھون نے ایمان قبول کیا اور نبوت کی تصدیق کی اور انکی قوم نے ان کو ستایا اور مدد الہی مین ان کو تاخیر نظر آئی، یہان تک کہ پیغمبر اپنی قوم کے منکرین کے ایمان سے ناامید ہوگئے تو انکو خیال ہوا کہ شاید اس تاخیر کی سبب سے مومنین بھی ہماری تکذیب نہ کردین کہ دفعتہً خدا کی مدد آگئی،

(۳) جس آیت پاک مین چار بیویون تک کی اجازت دیگئی ہے اس کے الفاظ یہ ہین،

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا   اگر تمھین ڈر ہو کہ یتیمون کے بارے مین تم انصاف
ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلاث   نہ کرسکو گے تو عورتون مین سے دو، دو تین تین
و رباع (نساء)   چار چار سے نکاح کرلو،

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑون مین باہم ربط نہین معلوم ہوتا، یتیمون کے حقوق

مین عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت مین باہم کیا تعلق ہے؟ چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہ رضی کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیون کے ولی ہوجاتے ہین، اُن سے موروثی رشتہ داری ہوتی ہے، وہ اپنی ولایت کے زور سے چاہتے ہین کہ اُن سے نکاح کرکے ان کی جائداد پر قبضہ کرلین، اور چونکہ اُنکی طرف سے کوئی بولنے والا نہین ہوتا اسلئے مجبور پاکر اُنکو ہر طرح دباتے ہین، خدائے پاک انھی لوگون کو خطاب کرتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیون کے معاملے مین انصاف سے پیش نہ آسکو تو اُن کے علاوہ اور عورتون سے دو، تین، چار نکاح کرلو، مگر اُنکو نکاح کرکے اپنے قابو مین نہ لے آؤ

(۴) اسی سورہ مین ایک اور آیت ہے،

یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم	ان لڑکیون کی نسبت لوگ تجھ سے پوچھتے ہین، کہدے
فیھن وما یتلی علیکم فی الکتاب فی	کہ خدا اُنکے حق مین فیصلہ کرتا ہے اس کتاب مین (قرآن)
یتامی النساء التی لا تؤتونھن	جو کچھ تمکو لوگون کو پڑھکر سنایا گیا ہے اُن یتیم لڑکیون کی
ما کتب لھن وترغبون ان	نسبت جنکو، نہ تو تم انکے مقررہ حقوق دیتے ہو اور
تنکحوھن (نساء)	نہ خود اُن سے نکاح کرنا چاہتے ہو،

اُسی سائل نے اسکے بعد اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا کہ اس آیت مین یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ قرآن مین پہلے جو کچھ ان کے بارے مین پڑھ کر سنایا گیا ہے اُس سے وہی پہلی آیت مراد ہے، یہ حکم اُن اولیا سے متعلق ہے، جو یتیم لڑکیون کو نہ خود اپنے نکاح

مین نتے ہین کہ وہ حسن سے محروم ہین اور نہ دوسرون سے اُنکا نکاح کر دینا پسند کرتے کہ جائداد
مشترکہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے۔

(۵) اس آیت کے مطلب مین لوگون کو اختلاف ہے،

من کان غنیاً فلیستعفف ومن کان	جو تونگر ہو اسکو اس سے بچنا چاہیے، اور جو تنگدست
فقیراً فلیاکل بالمعروف (نساء ع)	ہو وہ قاعدہ کے مطابق اس سے لیلے،

یہ آیت اولیاے یتامیٰ کی شان مین ہے کہ وہ اگر محتاج ہون تو یتیمون کے مال مین سے
لے کر کھا سکتے ہین، لیکن حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ اجازت حسب ذیل آیت
سے منسوخ ہے،

ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ	جو لوگ ظلم کرکے یتیمون کا مال کھاتے ہین وہ اپنے
ظلماً انما یاکلون فی بطونھم ناراً،	پیٹ مین آگ کھاتے ہین

لیکن اس آیت مین تو یہ سزا اُن لوگون کے لیے بیان کیگئی ہے، جو ظلم کرکے یتیمون کا مال
کھاتے ہین، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ جس آیت مین کھانے کی اجازت ہے وہ اُن لوگون
کے لیئے ہے جو یتیمون کی جائداد کی دیکھ بھال کرتے ہین اُنکا کاروبار سنبھالتے ہین، اگر ولی
صاحب استطاعت ہے تو اُسکو اس خدمت کا معاوضہ نہ لینا چاہیے، اور اگر وہ مفلس اور
تنگدست ہے تو قاعدے کے مطابق حسب حیثیت لے سکتا ہے، اس تفسیر کی بنا پر دونون آیتون
مین کوئی تخالف نہین ہے،

(۶) عورت کو اگر اپنے شوہر سے شکایت ہو تو اس موقع کی آیت ہے،

وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا فلا جناح علیہما ان یصلحا بینہما صلحا والصلح خیر (نساء ع)

اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نا رضامندی اور اعراض کا خوف ہو تو اس مین کوئی مضائقہ نہین کہ دونون آپس مین صلح کرلین اور صلح تو ہر حال مین بہتر ہے،

لیکن دفع ناراضی کے لیے صلح کرنا تو ایک عام بات ہے، اسکے لیے خدائے پاک کو اس خاص حکم کے نازل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ یہ آیت اوس عورت کی شان مین ہے، جسکا شوہر اوسکے پاس زیادہ آتا جاتا نہین، یا بیوی سن سے اوتر گئی ہے، اور شوہر کی خدمت گذاری کے قابل نہین رہی ہے، زن و شوئی کے باہمی فرائض انجام دینا ایک فرض دینی ہے، لیکن اس خاص حالت مین اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور اپنے عام حقوق سے شوہر کو سبکدوش کردے تو یہ باہمی مصالحت بری نہین، بلکہ قطعی علیحدگی سے بہتر ہے،

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہؓ سے اور آیتون کی تفسیرین بھی مروی ہین لیکن ہم نے جن آیتون کی تفسیرین درج کی ہین، ان سے دقت نظری کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو آئیتن عورتون کے نکاح و طلاق کے معاملات سے تعلق رکھتی ہین، اُنکا مطلب اُنھون نے کسقدر صحیح سمجھا ہے، اور کسطرح اُنکو یاد رکھا ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عورتین اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہین تو اونکو قرآن و حدیث کی صحیح تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے،

علم اسرار الدین علم اسرار الدین اوس علم کو کہتے ہین جس مین احکام شریعت کے علل و اسباب اور اونکے حکم و مصالح بیان کئے جاتے ہین، اور یہ علم اسقدر دقیقہ سنجی پر مبنی ہے، کہ صرف چند فقہائے

صحابہ یعنی حضرت عمرؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت زیدؓ، اور حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ وغیرہ نے اُسکے اصول و قواعد ممہد کئے ہین، باقی اس فن مین اور صحابہ کی مساعی جمیلہ کا حصہ بہت کم شامل ہے، بالخصوص اسمین صحابیات کے کارنامے تو بالکل نظر نہین آتے۔ لیکن تنہا حضرت عائشہؓ نے شریعت کے جن رموز و اسرار کی گرہ کشائی کردی ہی، وہ صحابیات کی اس کمی کو پورا کردیتی ہے، بلکہ اس فن مین خود صحابہ سے بھی اُنکا پلہ بھاری نظر آتا ہے، اور صحابہ سے اس علم کے متفرق مسائل احادیث کی کتابون مین مذکور ہین لیکن حضرت عائشہؓ کے مسائل کی تعداد اون سے کئی گنا زیادہ ہے، اور اونھون نے مذکورہ بالا صحابہ سے بہت زیادہ شریعت کے اسرار و مصالح کی پردہ دری کی ہے اور بکثرت مسائل کے علل و اسباب بیان کئے ہین[1] مثلاً عہد نبوت مین عورتون کی اخلاقی حالت چونکہ قابل اعتماد تھی اسلیے اُن کو حضور صلاۃ اور شرکت جماعت کی اجازت تھی، لیکن جب اخیر زمانے مین عورتون کے نظام اخلاق مین انحطاط پیدا ہوگیا، تو حضرت عائشہؓ نے صاف صاف کہدیا[2]

لو ادرک رسول اللہ صلعم ما	عورتون نے نئی حالت مین جو تغیرات پیدا کرلے ہین
احدث النساء لمنعھن المساجد	اگر رسول اللہ صلعم انکو دیکھتے تو اُن کو مسجد مین آنے
کما منعت نساء بنی اسرائیل	سے روکدیتے جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتین روکدی گئین

قرآن مجید کی مکی اور مدنی سورتون مین متعدد فروق و امتیازات ہین، مثلاً جو سورتین مکہ مین نازل ہوئین اُن مین زیادہ تر عقائد اور وقائع اخروی کا ذکر ہے اور مدنی سورتون مین

[1] ماخوذ از سیرت عائشہؓ [2] ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد،

بتدریج اوامر و نواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے، کیونکہ اسلام ایک جاہل قوم مین آیا، اسلیے اوس کو پہلے خطیبانہ
اور واعظانہ طریقہ سے جنت اور دوزخ کا حال سنایا گیا، جب اس سے لوگ متاثر ہوچکے تو اسلام
کے احکام قوانین اور اوامر و نواہی نازل ہوسے، اگر زنا و شرابخواری وغیرہ سے اجتناب کا
پہلے ہی دن مطالبہ کیا جاتا تو دفعۃً کون اس نامانوس آواز کو سنتا؟ اس قسم کے امتیازات فروق کے
دریافت کرنے پر یورپ کے علماے مستشرقین کو بڑا ناز ہے، لیکن حضرت عائشہؓ نے پہلے ہی دن
اس راز کو فاش کردیا تھا، صحیح بخاری مین اُن سے مروی ہے،

انما نزل اول ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنار حتى اذا ثاب الناس الى الاسلام ثم نزل الحرام والحلال ولو نزل اول شئ لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابدا ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابدا لقد نزل بمكة وانا جارية العب بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر وما نزلت سورة البقرة والنساء الا وانا عنده (باب تاليف القرآن)

قرآن کی سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ مفصل کی سورہ ہے جس مین جنت و دوزخ کا ذکر ہے، یہان تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوگئے تو پھر حلال وحرام اوترا، اگر پہلے یہ اوترتا کہ شراب مت پیو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب نچھوڑین گے اور اگر یہ اوترتا کہ زنا نہ کرو تو کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہ چھوڑین گے، مکہ مین جب مین کھیلتی تھی تو یہ اوترا کہ اُن کے وعدہ کا دن قیامت ہے اور قیامت نہایت سخت اور نہایت تلخ چیز ہے، سورہ بقرہ اور سورۂ نساء جب اوترین تو مین آپ کی خدمت مین تھی،

اسلام کے ظہور سے پہلے مدینہ کے قبائل باہم خانہ جنگیوں مین مصروف تھے جن مین

اُن کے اکثر ارباب ادعا جو اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے ہر نئی تحریک کی کامیابی مین رکاوٹ پیدا کرتے ہین قتل ہوگئے، انصار ان لڑائیون سے اس قدر چور ہوگئے تھے کہ اسلام آیا تو سب نے اُس کو اپنے لیے رحمت سمجھا، چونکہ ارباب ادعا کا طبقہ مفقود ہو چکا تھا، اسلیے اُن کی راہ مین کسی نے موانع نہین پیدا کئے، اس طریقہ سے خداے پاک نے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ مین اسلام کی ترقی کے راستے صاف کر دیئے تھے، یورپ کے فلسفہ تاریخ نے آج اس نکتہ کو حل کیا ہے لیکن حضرت عائشہ رض نے اُن سے پہلے ہم کو بتا دیا تھا،

کان یوم بعاث یوما قدمہ اللہ لرسولہ صلعم فقدم رسول اللہ صلعم وقد افترق ملوھم و قتلت سرواتھم وجرحوا فقدمہ اللہ لرسولہ فی دخولھم الاسلام، (فی الجاھلیۃ)	جنگ بعاث وہ واقعہ تھا جس کو خدا نے اپنے رسول کے لیے پہلے ہی سے پیدا کر دیا تھا، رسول اللہ صلعم مدینہ مین آئے تو انصار کی جمعیت منتشر ہو گئی تھی اور اُن کے سردار مارے جا چکے تھے اسلیے خدا نے اپنے رسول کے لیے اُنکے حلقۂ اسلام مین داخل ہونے کے لیے یہ واقعہ پہلے ہی سے مہیا کر دیا تھا،

جن نمازون مین چار رکعتین ہوتی ہین، قصر کی حالت مین اُن کی صرف دو رکعتین ادا کی جاتی ہین، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چار مین سے دو سہولت کی خاطر ساقط کر دی گئی ہین لیکن حضرت عائشہ رض اس کی یہ وجہ بتاتی ہین،

فرضت الصلوٰۃ رکعتین ثم ھاجر النبی صلعم ففرضت اربعا و ترکت صلوٰۃ	مکہ مین دو رکعتین نماز فرض تھین، جب آپ ہجرت فرما چکے تو چار فرض کی گئین اور سفر کی نماز اپنی قدیم

السفر علی الاول ، (بخاری باب ہجرت) حالت پر چھوڑ دی گئی،

عبادت کا تو خدا نے ہر وقت حکم دیا ہے لیکن احادیث مین حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز یعنی نفل وسنت بھی جائز نہین، اسلیے بظاہر اس ممانعت کی کوئی وجہ نظر نہین آتی، لیکن حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہین،

وھم عمر انما نھی رسول اللہ صلعم	عمر کو وہم ہوا، آپ نے صرف اس طرح نماز سے منع
عن الصلوٰۃ ان یتحری طلوع الشمس	فرمایا ہے، کہ کوئی شخص آفتاب کے طلوع یا غروب کے
وغروبھا (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)	وقت کو تاک کر نماز نہ پڑھے

یعنی آفتاب پرستی کا شبہہ نہو، آفتاب پرستون کے ساتھ وقت عبادت مین تشابہ نہو

احادیث مین ہے کہ رسول اللہ صلعم بیٹھکر نفل پڑھتے تھے، اس بنا پر لوگ بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھکر نفل پڑھنا مستحب سمجھتے ہین، ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بیٹھکر نماز پڑھتے تھے؟ جواب دیا،

حین حطمہ الناس ،	یہ اوس وقت تھا جب لوگون نے آپ کو توڑ دیا
(ابوداود باب صلوۃ القاعد)	یعنی آپ کمزور ہوگئے،

ابوداؤد اور مسلم مین اُن سے اس قسم کی اور روائتین بھی مروی ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کبرسنی اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے.

ہجرت کے بعد جب نمازون مین دو رکعت کے بجائے چار رکعتین ہوگئین تو مغرب مین یہ اضافہ کیون نہین کیا گیا؟ حضرت عائشہؓ اس کا یہ جواب دیتی ہین،

فانها وتر النهار،　　　مغرب مین اضافہ نہوا کیون کہ وہ دن کی وتر ہے،

(مسند جلد ۶ صفحہ ۲۴۱)

یعنی جس طرح رات کی نمازون مین تین رکعتین وتر کی ہین، اسی طرح دن کی نمازون مین وتر کی یہ تین رکعتین ہین،

نماز فجر مین تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے اسلئے اس مین رکعتین اور زیادہ ہونی چاہئین لیکن اور نمازون سے کم ہین، حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہین،

وصلوة الفجر لطول قراتهما،　　　نماز فجر مین رکعات کا اضافہ اسلیے نہین ہوا کہ دونون رکعتون مین لمبی سورتین پڑھی جاتی ہین،

(مسند جلد ۶ صفحہ ۲۴۱)

یعنی رکعتون کی کمی کو طول قرأت نے پورا کردیا،

اہل جاہلیت عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، اور وہ فرضیت صوم سے پہلے اسلام مین بھی واجب رہا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اسی قسم کی روایت احادیث مین مذکور ہے، لیکن وہ یہ نہین بیان کرتے کہ جاہلیت مین اس دن کیون روزہ رکھا جاتا تھا، لیکن حضرت عائشہؓ اس کا سبب یہ بیان فرماتی ہین،

كانوا يصومون يوم عاشوراء قبل ان يفرض رمضان وكان يوم تستر فيه الكعبة،　　　اہل عرب رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے، کیونکہ اس روز کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا،

(مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۲۴۴)

باوجودیکہ آپ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے، لیکن رمضان کے پورے مہینے مین آپ نے

تراویح نہین پڑھی، حضرت عائشہ رض اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہین کہ پہلے دن آپ نے مسجد مین نماز تراویح ادا فرمائی، تو کچھ اور لوگ بھی شریک ہوگئے، دوسرے دن اور زیادہ مجمع ہوا، تیسرے دن اور بھی لوگ جمع ہوئے، چوتھے دن اتنا مجمع ہوا کہ مسجد مین جگہ نہ رہی، لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے اور لوگ مایوس ہوکر چلے گئے صبح کو آپنے لوگون سے فرمایا،

امابعد فانہ لم یخف علی شانکم	رات تمھاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن
اللیلۃ ولکنی خشیت ان تفترض	مجھے ڈر ہوا کہ کہین تم پر تراویح فرض ہوجائے
علیکم صلاۃ اللیل فتعجزوا ،	اور تم اسکے ادا کرنے سے قاصر رہو،

حج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا، بعض مقامات مین دوڑنا، کہین کھڑا ہونا کہین کنکری پھینکنا، بظاہر فعل عبث معلوم ہوتے ہین لیکن حضرت عائشہ رض فرماتی ہین،

انما جعل الطواف بالبیت وبالصفا	خانہ کعبہ، صفا اور مروہ کا طواف، کنکریان پھینکنا
والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکراللہ عزوجل	توصرف خدا کی یاد کرنے کے لیے ہے،

(مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۶۴)

قرآن مجید کے اشارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے مین یہ بھی ایک طرز عبادت تھا، چونکہ حج یادگار ابراہیمی ہے، اسلیے وہی طرز عبادت قائم رکھا گیا،

مکہ معظمہ کے پاس محصب نام ایک وادی ہے، جس مین رسول اللہ صلعم نے ایام

حج مین قیام فرمایا تھا، اور آپ کے بعد خلفاء راشدین بھی اس مین قیام فرماتے رہے اس بناپر حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اُسکو سنن حج مین شمار کرتے تھے لیکن حضرت عائشہ رضؓ اس کو سنت نہین سمجھتی تھین، اور آپ کے قیام کی یہ وجہ بیان فرماتی تھین،

انما نزلہ رسول اللہ صلعم لانہ کان منزلاً اسمح لخروجہ،

آپ نے یہان صرف اسلیے قیام کیا تھا کہ یہان سے چلنے مین آسانی ہوتی تھی،

حضرت ابن عباسؓ اور ابو رافع رضؓ بھی اس مسئلہ مین حضرت عائشہ رضؓ کے ہمزبان ہین[۱]

ایک دفعہ آپ نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے بہت سے صحابہ اس حکم کو دائمی سمجھتے تھے لیکن متعدد صحابہ کے نزدیک یہ حکم وقتی تھا، حضرت عائشہ رضؓ بھی اُنہی لوگون مین ہین، اور اس وقتی حکم کا سبب یہ بتاتی ہین،

لا ولکن لم یکن یضحی منھم الا قلیل ففعل ذلک لیطعم من ضحی من لم یضح،

(مسند جلد ۶ صفحہ ۱۰۲)

یہ نہین ہی کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد حرام ہو جاتا ہی بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین کم لوگ قربانی کرسکتے تھے، اسلیے آپ نے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کرین وہ ان لوگون کو کھلائین جنھون نے قربانی نہین کی ہے

حضرت عائشہ رضؓ کی یہی حدیث امام مسلم نے ایک خبر کی صورت مین بیان کی ہے یعنی یہ کہ ایک سال مدینہ کے آس پاس دیہاتون مین قحط پڑا، اُس سال آپ نے یہ حکم دیا اور دوسرے سال جب قحط نہین رہا تو اُس کو منسوخ فرما دیا حضرت سلمہ ابن اکوع رضؓ

---

[۱] مسلم استحباب النزول بالمحصب و مسند جلد ۶ صفحہ ۱۹۰،

سے بھی اسی قسم کی روایت ہے؛

کعبہ کے ایک طرف کی دیوار کے بعد کچھ جگہ چھوٹی ہوئی ہے جس کو "حطیم" کہتے ہیں، اور طواف میں اسکو بھی اندر داخل کر لیتے ہیں، لیکن ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جو حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں اُس کو طواف میں کیوں شامل کرتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضؓ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا، اور انھوں نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا، کہ یا رسول اللہ یہ دیوار بھی خانہ کعبہ میں داخل ہیں؟ ارشاد ہوا "ہاں" عرض کی کہ "پھر بناتے وقت لوگوں نے اُن کو اندر کیوں نہیں کر لیا؟ فرمایا "تیری قوم کے پاس سرمایہ نہ تھا، اسلیے اتنا کم کر دیا" پھر عرض کی کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیوں رکھا؟ فرمایا "یہ اسلیے کیا، تاکہ وہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں، اور جس کو چاہیں روک دیں"

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اگر "عائشہ رضؓ کی یہ روایت صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی لیے ادھر کے دونوں رکنوں کا بوسہ نہیں دیا لیکن سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم کو یہ معلوم تھا کہ خانہ کعبہ اپنے اصلی اساس پر قائم نہیں ہے تو شریعت ابراہیمی کے مجدد کی حیثیت سے آپکا فرض تھا کہ اس کو ڈھا کر نئے سرے سے تعمیر کرتے، لیکن آپ نے حضرت عائشہ رضؓ سے خود اس کی وجہ یہ بیان فرمادی کہ "عائشہ رضؓ تیری قوم اگر کفر کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو ڈھا کر اساس ابراہیمی پر تعمیر کراتا"[2]

آجکل ہجرت کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ میں جا کر آباد ہو جانا خواہ

---

[1] مسلم کتاب الذبائح، [2] مسلم باب نقض الکعبہ،

وہ جہان پہلے آباد تھے کیسے ہی امن وامان کا ملک ہو، لیکن حضرت عائشہؓ نے ہجرت کی حقیقت یہ بتائی ہے،

لا هجرة اليوم كان المؤمنون يفر احدهم بدينه الى الله والى رسوله مخافة ان يفتن عليه فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام واليوم يعبد ربه حيث شاء ولكن جهاد ونية ،

(بخاری باب الہجرۃ)

اب ہجرت نہین ہے، ہجرت اُسوقت تھی جب مسلمان اپنے مذہب کو لیکر خدا اور اوس کے رسول کے پاس ڈر سے دوڑا آتا تھا کہ اسکو تبدیل مذہب کی بنا پر ستایا نہ جائے، لیکن اب خدا نے اسلام کو غالب کر دیا، اب مسلمان جہان چاہے اپنے خدا کو پوج سکتا ہے، ہان جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے،

رسول اللہ صلعم کے وصال کے بعد صحابہ مین اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہان دفن کیا جائے، ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ "پیغمبر جہان مرتے ہین وہین دفن ہوتے ہین" لیکن اسکا اصلی سبب حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہین،

قال رسول الله صلعم فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الله الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد لولا ذلک ابرز قبره غیر انه خشی ان یتخذ مسجدا ،

(بخاری آخر کتاب الجنائز، مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۲۱)

آپ نے مرض الموت مین فرمایا کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ انھون نے اپنے پیغمبرون کی قبرونکو سجدہ گاہ بنا لیا (حضرت عائشہؓ فرماتی ہین) کہ اگر یہ نہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان مین ہوتی لیکن چونکہ اسکا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ نہ بنجائے اسلیے آپ حجرے ہی کے اندر مدفون ہوئے،

علم حدیث | محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے صحابہ کے پانچ طبقے قرار دیے ہین، اور تقریباً ہر طبقے مین صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہین،

(۱) **اول طبقہ** یعنی وہ صحابہ جنکی روائتین ہزار یا ہزار سے زیادہ ہین، حضرت عائشہ رض شمار اسی طبقے مین ہے،

(۲) **دوسرا طبقہ**، یعنے وہ صحابہ جنکی روائتین پانچسو یا پانچسو سے زیادہ ہین اسمین کوئی صحابیہ شامل نہین،

(۳) **تیسرا طبقہ** یعنے وہ صحابہ جنکی روائتین سو یا سو سے زیادہ ہین مگر پانچسو سے کم ہین حضرت ام سلمہ رض اسی مین محسوب ہین

(۴) **چوتھا طبقہ** یعنی وہ صحابہ جنکی تعداد روایت چالیس سے سو تک ہے، اس طبقہ مین بکثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً ام المومنین ام حبیبہ رض ام المومنین میمونہ رض، ام عطیہ انصاریہ رض ام المومنین حفصہ رض، اسما بنت ابی بکر رض ام ہانی رض

(۵) **پانچوان طبقہ** یعنی وہ صحابہ جنکی روائتین چالیس یا چالیس سے کم ہین، اس طبقے مین بھی بہ کثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً حضرت ام قیس رض حضرت فاطمہ بنت قیس رض حضرت ربیع بنت مسعود رض حضرت سبرہ بنت صفوان رض حضرت کلثوم بنت حصین غفاری رض حضرت جدار بنت وہب رض وغیرہ،

فن درایت | روایت کے علاوہ حدیث کے متعلق درایت کی ابتدا صحابیات ہی سے ہوئی یعنے حضرت عائشہ رض نے بعض روائتون پر درایۃً تنقید کی، اور اُس سے درایت کے قاعـ

خاص اصول قائم ہوئے، مثلاً اُن کے سامنے جب یہ روایت کیگئی کہ مردے پر اسکے اہل عیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، تو اُنھون نے درایتہً اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ خود قرآن مجید مین ہے،

لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ ، ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہین اُٹھا سکتا ،

رُونا اہل و عیال کا گناہ ہے، اسکا عذاب مردے پر کیون ہوگا، پس اس سے یہ اصول قائم ہوا کہ جو روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو وہ قبول نہین کی جا سکتی، چنانچہ اس اصول کے رو سے اُنھون نے متعدد روایتون کی تنقید کی ہے، مثلاً صحابہ کرام کے دور مین یہ خیال پھیل گیا تھا کہ رسول اللہ صلعم نے شب معراج مین خدا کو دیکھا تھا لیکن حضرت عائشہؓ کے سامنے اس کا ذکر آیا تو بولین جو "شخص یہ روایت کرے وہ دروغ گو ہے" اس کے بعد یہ آیت پڑھی -

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر ، خدا کو کوئی نگاہ پا نہین سکتی اور وہ نگاہون کو پالیتا ہے وہ لطیف اور خبیر ہے ،

اُن کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ نحوست عورت، گھوڑے اور گھر مین ہے، تو اُنھون نے اس کا انکار کیا، اور یہ آیت پڑھی،

ما اصاب من مصیبۃ فی الارض زمین مین یا تمھارے اندر تمھین جو مصیبتین پہونچی

---

[۱] یہ روایتین بہ ترتیب عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشۃ علی الصحابہ صفحہ ۸، ۱۷، ۱۸، ۲۱ مین موجود ہین، اخیر روایت کے علاوہ اور روایتین بخاری مین بھی ہین،

ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأها — ہین وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہین،

غزوہ بدر مین جو کفار مارے گئے تھے، رسول اللہ صلعم نے اون کے مدفن پر کھڑے ہوکر فرمایا تھا،

ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا، — خدانے جو تم سے وعدہ کیا تم نے اس کو پالیا

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ آپ مردون کو پکارتے ہین؟ آپ نے اس کے جواب مین فرمایا،

ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون، — تم ان سے زیادہ نہین سنتے، لیکن وہ جواب نہین دیسکتے،

حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ روایت کی گئی تو انھون نے کہا کہ آپ نے یہ نہین بلکہ یہ ارشاد فرمایا تھا،

انھم لیعلمون الآن ان ماکنت اقول لھم حق، — وہ اسوقت یقینی طور پر جانتے ہین کہ مین اُنسے جو کچھ کہتا تھا وہ سچ تھا،

اس کے بعد انھون نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی،

انک لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور، — اے پیغمبر تو مردون کو اپنی بات نہین سنا سکتا اور نہ اون کو جو قبر مین ہین،

مطلب یہ ہو کہ اس آیت کی رو سے کفار آپ کی آواز کو سن ہی نہین سکتے تھے،[1]

---

[1] بخاری غزوہ بدر،

عام طور پر لوگ متعہ کی حرمت مین احادیث پیش کرتے ہین لیکن حضرت عائشہؓ سے
جب اُن کے ایک شاگرد نے جواز متعہ کی روایت کی نسبت پوچھا تو انھون نے اوسکا جواب
حدیث سے نہین دیا، بلکہ فرمایا "میرے تمھارے درمیان خدا کی کتاب ہے" پھر یہ آیت پڑھی

والذین لفروجھم حفظون الا علی | جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرتے
ازواجھم او ما ملکت ایمانھم | ہین بجز اپنی بی بیون لونڈیون کے اون پر
فانھم غیر ملومین ، | کوئی ملامت نہین،

اس لئے ان دو صورتون کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہین[1]،

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ حرامی لڑکا تینون مین (مان باپ بچہ)
بدتر ہے، حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا "یہ صحیح نہین ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق تھا
جو رسول اللہ صلعم کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا، لوگون نے عرض کی کہ "یا رسول اللہ اس کے
علاوہ وہ ولد الزنا بھی ہے" آپ نے فرمایا کہ "وہ تینون مین بدتر ہے، یعنی اپنے مان باپ سے
زیادہ بُرا ہے یہ ایک خاص واقعہ تھا عام نہ تھا، خدا خود فرماتا ہے،

ولا تزر وازرۃ وزر اخری | کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہین اُٹھاتا

یعنی قصور تو مان کا ہے بچہ کا کیا گناہ ہے[2]، جس کی بنا پر وہ اُن سے بُرا قرار دیا جائے،

علم فقہ — عہد نبوت مین علم فقہ کوئی مدون و مرتب علم نہ تھا کہ صحابہ باقاعدہ اُسکی تعلیم حاصل
کرتے، سوال و استفسار کے ذریعہ سے بے شبہ رسول اللہ صلعم سے بہت سے مسائل دریافت

[1] اصابہ سیوطی بحوالہ حاکم [2] اصابہ سیوطی بحوالہ حاکم،

کئے جاسکتے تھے، لیکن صحابہ کرام کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اسلئے کہ قرآن مجید نے سوال کی ممانعت کردی تھی، آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے، مسند دارمی مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلعم سے صرف تیرہ مسائل دریافت کئے جو کل کے کل قرآن مجید مین مذکور ہین[1]، اس بنا پر آپ سے فقہی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابہ کرام آپ کے تمام اعمال مثلاً وضو، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے اور قرائن و آثار سے ان اعمال کے شروط و ارکان کو مباح، واجب، اور منسوخ، وغیرہ قرار دیتے تھے[2] لیکن صحابیات کو اس طریقہ سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقع ملتا تھا، اسکے ساتھ جو فقہی مسائل عورتون کے ساتھ مخصوص ہین وہ عام طور پر بیان بھی نہین کئے جاسکتے تھے، اسلئے صحابیات کو زیادہ تر آپ سے سوال و استفسار کی ضرورت پیش آتی تھی، چنانچہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہین،

نعم النساء نساء الانصار لم یکن یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین[3]

انصار یہ عورتین کسقدر اچھی تھین کہ تفقہ فی الدین سے اُن کو حیا باز نہین رکھ سکتی تھی

غرض اس طریقہ تعلیم سے صحابہ و صحابیات کو مختلف فوائد پہونچے، اور اسطرح ان کے تین طبقے قرار پاے،

(۱) مکثرین یعنی وہ لوگ جن سے بکثرت مسائل منقول ہین،

[1] مسند دارمی صفحہ ۲۹ [2] حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۲ [3] مسلم کتاب الطہارۃ باب استحباب استعمال المغتسلۃ من الحیض فرصۃ من مسک فی موضع الدم

(۲) مقلین یعنی وہ لوگ جن سے بہت کم مسائل مروی ہین،

(۳) متوسطین یعنی وہ لوگ جو ان دونون طبقون کے بین بین ہین،

اوران تینون طبقے مین صحابہ کے ساتھ جو صحابیات شامل ہین انکے نام حسب ذیل ہین

مکثرین مین جنکے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اگران کے فتادے جمع کئے جائین تو ہرایک نکے فتادے سے ضخیم جلدین تیار ہوسکتی ہین، حضرت عائشہؓ داخل ہین

متوسطین مین جنکے فتادے رسالون کی صورت مین جمع ہوسکتے ہین، حضرت ام سلمہؓ شامل ہین،

مقلین جن سے صرف چند مسائل منقول ہین، ان مین بکثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً حضرت ام عطیہ، حضرت صفیہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، یعلی بنت قائف، حضرت اسماء، حضرت ام شریک، حضرت خولا، حضرت عاتکہ بنت زید، حضرت سھلہ حضرت جویریہ، حضرت میمونہ، حضرت فاطمہ، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہم وغیرہ،

خاتمہ

مناقب صحابیات

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ صحابہ کرام مین سب سے افضل کون ہے؟ عام اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفاے راشدین تمام صحابہ مین افضل ہین، اور خود خلفاء مین فضیلت کے مدارج ترتیب خلافت کے رو سے قائم ہوے ہین لیکن علامہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک ازواج مطہرات تمام صحابہ سے افضل ہین، اور اس مسئلہ کو انھون نے اپنی کتاب ملل و نحل مین نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اسی سلسلہ مین اُن آیات و احادیث کے جوابات بھی دیے ہین جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتون کا درجہ عموماً مردون سے کم ہے، لیکن اسوقت ہم ان مباحث مین پڑنا نہین چاہتے، بلکہ مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے جو وجوہ فضیلت قائم ہو سکتے ہین اونکو پیش نظر رکھکر صحابیات کے مناقب مین صحیح حدیثین نقل کر دیتے ہین، جن سے یہ ثابت ہو گا کہ جن وجوہ کی بنا پر صحابہ کرام کے فضائل کی بنیاد قائم ہوئی ہے، اُن مین اُنکے ساتھ صحابیات بھی شامل ہین،

اسلام مین سب سے بڑی وجہ فضیلت تقدم فی الاسلام ہے، اور حضرت ابو بکر صدیق کے فضائل مین یہ فضیلت سب سے زیادہ نمایان ہے لیکن اس فضیلت مین اُنکے ساتھ دو عورتین بھی شامل ہین یعنی حضرت خدیجہؓ اور سمیہؓ یا ام ایمنؓ، چنانچہ صحیح بخاری مناقب ابو بکرؓ مین حضرت عمارؓ سے روایت ہے؛

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت مین دیکھا

وما معه الا خمسة اعبد و امرأتان و ابو بکر[1] کہ آپکے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور حضرت ابو بکر رضی تھے،

تقدم اسلام کے بعد سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الہجرۃ ہے، اور اس فضیلت میں تمام مہاجرات اولات صحابہ کی شریک ہیں، چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری ملل ونحل میں لکھتے ہیں

فلسنا نشک ان المہاجرات الاولات
من نساء الصحابة رضی الله
عنهم یشارکن الصحابة فی الفضل
ففاضلة و مفضولة و فاضل
و مفضول ففیهن من یفضل
کثیرا من الرجال و فی
الرجال من یفضل کثیرا
منهن و ما ذکر الله تعالیٰ منزلة
من الفضل الا و قرن النساء مع الرجال
فیها کقوله تعالیٰ ان المسلمین و المسلمات[1]

ہم کو اس میں شک نہیں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی
بیبیوں میں مہاجرت اولات فضیلت میں صحابہ کی
شریک ہیں، ان میں کسی عورت کو کسی عورت پر
اور کسی مرد کو کسی مرد پر فضیلت حاصل ہے،
عورتوں میں بعض عورتیں بہت سے مردوں پر فضیلت
رکھتی ہیں، اور اسی طرح مردوں میں بعض مرد بہت
سی عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں، خدا نے فضیلت
کا کوئی درجہ ایسا نہیں بیان کیا جس میں مردوں کے
ساتھ عورتوں کو شامل نہ کیا ہو مثلاً خدا کا یہ قول کہ مسلمان
مرد اور مسلمان عورتیں

اسلام میں سب سے پہلی ہجرت، حبشہ کی ہجرت ہے اور اس ہجرت میں ایک صحابیہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا جس پر تمام مہاجرین حبشہ کو ناز تھا چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی سے روایت ہے کہ جب ہمکو مدینہ کی طرف رسول اللہ صلعم کی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو ہم نے بھی اپنی قوم کے ۵۳

---

[1] ملل ونحل جلد ۴ صفحہ ۱۲۶

یا ۵۳ آدمی کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کشتی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ
ہوئے، سو راتفاق سے کشتی حبش میں جا پڑی، اور ان لوگوں کی ملاقات حضرت جعفر ابن طالبؓ
اور انکے رفقا سے ہوگئی، چنانچہ حضرت جعفرؓ نے ان لوگوں سے کہا کہ ہمکو رسول اللہ صلعم نے
یہاں بھیجا ہے، اور یہیں اقامت کا حکم دیا ہے، تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو، ان
لوگوں نے وہاں اقامت اختیار کی، یہاں تک کہ جب خیبر فتح ہوا تو سب کے سب ایک ساتھ
آئے، اور خیبر ہی میں رسول اللہ صلعم سے ملے، اس موقع پر ان لوگوں کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ
جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک نہ تھے، ان میں اُن کے سوا رسول اللہ صلعم نے کسیکو مال غنیمت
سے حصہ نہیں دیا، ان لوگوں سے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، حضرت
اسماء بنت عمیسؓ بھی انہی لوگوں کے ساتھ حبش سے آئی تھیں، وہ ایک روز حضرت حفصہؓ کی
ملاقات کو گئیں تو حضرت عمرؓ بھی آگئے، اور اُن کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہے ؟ حضرت حفصہؓ نے
جواب دیا کہ اسماء بنت عمیس ان کا نام سنکر حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ حبشیہ ہے یہ بحریہ ہے
(یعنی سمندر کی رہنے والی) حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے کہا کہ ہاں ہم ہیں، اب حضرت عمرؓ
نے فرمایا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، ہم تم سے زیادہ رسول اللہ صلعم کے مستحق ہیں
یہ سنکر حضرت اسماءؓ برہم ہوئیں اور کہا کہ عمر تم غلط کہتے ہو، خدا کی قسم تم رسول اللہ صلعم کے
ساتھ رہتے تھے، اور آپ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے، اور تمہارے جاہل کو نصیحت
کرتے تھے، اور ہم حبش کی دور ترین مبغوض زمین میں پڑے ہوئے تھے، ہم کو ایذا دی جاتی
تھی، ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ صرف خدا اور خدا کے رسول کی ذات کے لیے تھا

خدا کی قسم تم نے جو کچھ کہا ہے جب تک اسکا ذکر رسول اللہ صلعم سے نہ کرلونگی، نہ کھانا کھاؤن گی
نہ پانی پیون گی، خدا کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولون گی کجروی نہ اختیار کرونگی اور اس واقعہ مین کوئی
اضافہ نہ کرون گی، چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انھون نے اس واقعہ کو بیان کیا، اور آپنے
اسکو سنکر فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہین ہین، عمر اور اُنکے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہی
اور تم اہل کشتی کی دو ہجرتین ہین، حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ ابو موسی اور دوسرے کشتی والے
جوق کے جوق میرے پاس آتے تھے، اور اس حدیث کو پوچھتے تھے، اُنکے لیے دنیا کی کوئی
چیز اس سے زیادہ مسرت خیز اور باعظمت نہ تھی، حضرت ابو موسی بار بار مجھ سے اس حدیث کو
پوچھتے تھے[1]

فضیلت کی ایک بڑی وجہ محبت رسول ہے، اور اس محبت کیوجہ سے بعض صحابیات کو
وہ درجہ تقرب رسول حاصل ہوا جو صرف مخصوص صحابہ کو حاصل تھا، صحیح مسلم مین روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے سوا بجز حضرت ام سلیمؓ (حضرت انسؓ کی ماں)
کے کسی عورت کے پاس تشریف نہین لیجاتے تھے، چنانچہ آپ سے اسکی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے
فرمایا مجھے ان پر رحم آتا ہے کیونکہ اُنکے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے[2] جس لطف ومحبت
کے ساتھ آپ اُنکے گھر تشریف لیجاتے تھے، اوسی لطف ومحبت کے ساتھ وہ آپکی خدمتگزاری
بھی کرتی تھین، بخاری کتاب الاستیذان مین ہے کہ جب آپ اُنکے گھر تشریف لیجاتے تھے

---

[1] مسلم باب من فضائل جعفر بن ابی طالب واسماء بنت عمیس واہل سفینتہم [2] صحیح مسلم باب من فضائل ام انس
بن مالک وبلال رضی اللہ عنہا،

تو وہ آپ کے لیے بچھونا بچھا دیتین، آپ آرام فرماتے، جب سو کر اُٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی مین جمع کر لیتین، مرتے وقت وصیت کی کہ کفن مین حنوط کے ساتھ عرق مبارک بھی شامل کیا جائے

حضرت انس بن مالکؓ کی خالہ ام حرام کو بھی اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا، چنانچہ معمول تھا کہ جب آپ قبا کو تشریف لیجاتے تو اُن کے پاس ضرور جاتے، وہ اکثر کھانا لا کر پیش کرتین، اور آپ نوش فرماتے، آپ سو جاتے تو وہ آپ کے بالون سے جوئین نکالتین[1]

مخصوص صحابیات کے علاوہ قومی حیثیت سے بھی صحابیات کو بعض معاشرتی فضائل حاصل ہین، اور ان فضائل مین اس قبیلے کی تمام صحابیات شامل ہین، مثلاً ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانیؓ سے نکاح کی خواہش کی تو انھون نے یہ معذرت کی کہ میرا سن زیادہ ہو گیا اور میرے لڑکے ہین، جنکی پرورش میرے لیے ضروری ہے، اس موقع پر آپ نے عموماً قریشی عورتون کی یہ فضیلت بیان کی

خیر نساء رکبن الابل نساء قریش احناہ	شتر سوار عورتون مین سب سے بہتر قریش کی عورتین ہین بچپن
علی یتیم فی صغرہ وارعاہ علی زوج	مین اپنے یتیم بچے سے محبت رکھتی ہین، اور اپنے شوہر کے
فی ذات یدہ[2]	مال کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہین

انصار کا قبیلہ اسلام مین ایک خاص درجہ فضیلت رکھتا ہے، اور اس قبیلہ کے مرد اور عورت دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکسان محبوب تھے، چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک بار انصار کی عورتین اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب سے

[1] بخاری کتاب الجہاد صفحہ ۳۹۱ [2] مسلم باب من فضائل نساء قریش

واپس آرہے تھے، آپ نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور تین بار فرمایا کہ تم لوگ میرے نزدیک تمام لوگون سے زیادہ محبوب ہو۔[1]

دوسری روایت مین ہے کہ ایک انصاریہ صحابیہ اپنے بچے کو ساتھ لیکر آئین اور آپ نے اُن سے گفتگو فرمائی اور اسی سلسلے مین دوبار فرمایا کہ "اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے تم تمام لوگون مین مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔"[2]

ان فضائل کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاء راشدین نے بھی صحابیات کی قدر و منزلت کو قائم رکھا، چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رض کی ملاقات کو تشریف لیجایا کرتے تھے، آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رض نے حضرت عمر رض سے فرمایا کہ آؤ چلین، جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی ملاقات کو جایا کرتے تھے، اُسی طرح ہم بھی اُنکی ملاقات کر آئین، چنانچہ جب اُنکے پاس پہونچے، تو وہ رو پڑین، ان لوگون نے کہا کیون روتی ہو، خدا کے پاس رسول اللہ صلعم کا جو درجہ ہے وہ نہایت بہتر ہے، بولین مین اسلیے نہین روتی کہ مین اس سے ناواقف ہون، بلکہ اسلیے روتی ہون کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ گیا، اُسپر یہ دونون بزرگ بھی رو پڑے۔[3]

عام صحابیات کے علاوہ ازواج مطہرات کو جو عزت حاصل تھی، عورتون کی تاریخ مین اُسکی نظیر نہین ملسکتی، جب رسول اللہ صلعم کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رض سجدے مین گر پڑے، لوگون نے کہا آپ اسوقت سجدہ کرتے ہین؟ بولے "جب

[1] بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار انتم احب الناس الی۔ [3] مسلم باب من فضائل ام ایمن رض

قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرلیا کرو، پھر ازواج مطہرات کی موت سے بڑھکر قیامت کی کون سی نشانی ہو گی؟[1] مقام سرف مین حضرت میمونہؓ نے وفات پائی تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بھی ساتھ تھے، بولے "کہ یہ میمونہ ہین، ان کا جنازہ اوٹھاؤ تو مطلق حرکت وجنبش نہ دو"[2]

بعض صحابہ عزت ومحبت کیوجہ سے ازواج مطہرات پر اپنی جائدادین وقف کرتے تھے چنانچہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے ازواج مطہرات کے لیے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار ہزار پر فروخت کیا گیا[3]

خلفاء ازواج مطہرات کا نہایت ادب واحترام کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت مین ازواج مطہرات کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے طیار کرائے تھے، جب اُنکے پاس میوہ یا اور کوئی کھانے کی عمدہ چیز آتی تو اُن پیالون مین کرکے تمام ازواج مطہرات کی خدمت مین بھیجتے[4]

سنہ ۲۳ھ مین جب حضرت عمرؓ امیر الحاج بنکر گئے تو ازواج مطہرات کو بھی نہایت عزت کے ساتھ ہمراہ لیگئے، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کو سواریون کے ساتھ کر دیا تھا، یہ لوگ آگے پیچھے چلتے تھے اور کسیکو سواریون کے قریب آنے نہین دیتے تھے ازواج مطہرات منزل پر اوترتی تھین تو حضرت عثمانؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کسیکو قیامگاہ کے متصل آنے کی اجازت نہین دیتے تھے[5]

---

[1] ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب السجود عند الآیات [2] نسائی کتاب النکاح ذکر امر رسول اللہ صلعم فی النکاح وازواجہ وما اباح اللہ عزوجل لنبیہ صلعم [3] ترمذی کتاب المناقب حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ [4] موطائے امام مالک کتاب الزکوۃ باب جزیۃ اہل الکتاب والمجوس [5] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد الرحمان بن عوفؓ

عام مسلمانان ازواج مطہرات کے ساتھ جو حسن عقیدت رکھتے تھے اُسکا اندازہ اس سے
ہو سکتا ہے کہ لوگ عام طور پر حضرت عائشہؓ کی خدمت مین چھوٹے چھوٹے بچون کو لاتے تھے
اور وہ اُنکے لیے دعاے برکت فرماتی تھین[1] حضرت عائشہ بنت طلحہ نے حضرت عائشہؓ کے دامن
تربیت مین پرورش پائی تھی، اُنکا بیان ہے کہ لوگ دور دور سے میرے پاس حاضر ہوتے
تھے، اور چونکہ مجھکو حضرت عائشہؓ سے تقرب حاصل تھا، اسلیے بوڑھے بوڑھے لوگ میرے
پاس آتے تھے، جوان لوگ مجھ سے بھائی چارہ کرتے تھے، اور مجھکو ہدیہ دیتے تھے، اور اطراف
ملک سے خطوط بھیجتے تھے[2]

غرض ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد دونون کا درجہ
یکسان بلند کیا، اور خلفاء راشدین اور عام مسلمانون نے اس درجہ کو قائم رکھا، لیکن
صحابیات کو یہ درجہ صرف مذہب، اخلاق، اور حسن معاشرت کی بناپر حاصل ہوا تھا، اور
آج بھی اُنہی چیزون سے عورتین اپنے درجے کو بلند کرسکتی ہین

---

[1] ادب المفرد باب الطیرۃ من الجن [2] ادب المفرد باب الکتابۃ الی النساء وجوابھن